REGD NO P.67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

اخبار احمدیہ

قادیان۔ ۱۹ اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۱۷ اکتوبر بوقت ۸ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ رات نیند آگئی اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

— محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال پاکستان تشریف لے گئے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو۔ اور بخیریت قادیان واپس لائے۔ آمین۔

وصایا و زکوٰۃ کی تحریک کے لئے علاقہ جنوبی ہند کا دورہ

مکرم چوہدری فیض احمد صاحب سیکرٹری بہشتی مقبرہ اور مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ پر مشتمل ایک وفد جنوبی ہند کا دورہ کر رہا ہے۔ ان کی اب تک کی مرسلہ رپورٹوں کا خلاصہ ہدیہ ناظرین ہے۔ — (ایڈیٹر)

بمبئی سے ہبلی کو روانگی

۱۴ اکتوبر کو وفد بمبئی سے ہبلی کے لئے روانہ ہوا۔ بمبئی کے قیام کے دوران تین نئی وصیتیں ہوئی ہیں۔ زکوٰۃ کے قابل مالی لحاظ سے تو یہاں کوئی نہیں۔ البتہ احساس فرض کے طور پر مکرم عبد الرزاق صاحب نے اس سال کے شروع میں مد زکوٰۃ میں ایک سو روپیہ ادا کر دیا تھا۔ مکرم محمد سلیمان صاحب بی۔ اے صدر جماعت احمدیہ بمبئی بھی اس مد میں کبھی کبھار حصہ لیتے رہتے ہیں۔ انہوں نے بھی وعدہ فرمایا ہے کہ اس سال کے آخر میں حسب توفیق ادا کریں گے۔ سیکرٹری صاحب مال کے پاس گذشتہ دو ماہ کا چندہ جمع تھا۔ انہیں جلد چندہ مرکز بھجوانے کی تاکید کی گئی۔

بنگلور

۱۰ اکتوبر کو بمبئی سے روانہ ہو کر چار بجے شام ہبلی پہنچے۔ پریذیڈنٹ صاحب نے پہلے ہی سے دوستوں کو بعد نماز مغرب جمع ہونے کی اطلاع کر رکھی تھی۔ نمازیں جمع کر کے ہم دونوں نے باری باری احباب کو وصیت اور زکوٰۃ کی اہمیت بتائی۔ الحمد للہ اس کا اچھا اثر ہوا۔ اور چار نوجوانوں نے اسی وقت وصیت کر دی۔ اگلے روز دھارواڑ سے واپسی پر خواتین کے اجلاس میں جو صدر صاحب کے مکان پر منعقد ہوا تھا اور جس میں احمدی خواتین کے علاوہ غیر احمدی خواتین بھی موجود تھیں مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے تبلیغی تقریر کی۔

دھارواڑ میں مکرم سید امیر الدین صاحب کے پاس ہر دو مقاصد بیان کر کے تحریک کی گئی۔ آپ کو کچھ حقیقی مجبوریاں ہیں جن کی وجہ سے وصیت نہیں کر سکے البتہ آپ نے اپنا ماہوار چندہ -/۱۲ روپے ماہوار کر دیا ہے۔ انہیں اڑھائی سو روپیہ پنشن ملتی ہے۔ اس طرح ان کا ماہوار چندہ ۱/۲۰ سے زیادہ بنتا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے تین ماہ بعد حساب کر کے زکوٰۃ بھی ادا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

شیموگہ

۹ اکتوبر سحری کے وقت ہبلی سے روانہ ہو کر بارہ بجے شیموگہ پہنچے۔ جمعہ کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ مسجد احمدیہ میں خطبہ جمعہ مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے پڑھا جس میں مفصل طور پر اور مؤثر طریق پر احباب کو نظام وصیت کی اہمیت و ضرورت بیان کر کے اس میں شامل ہونے کی تحریک کی۔ رسالہ الوصیت احباب میں تقسیم کیا گیا۔ اگلے روز گھروں میں جا کر احباب سے اس تحریک میں شمولیت کی تحریک کی جائے اور گھروں میں جانے کے پروگرام میں یہ بھی مدنظر تھا کہ اس طرح خواتین کو بھی مؤثر طور پر تحریک کی جا سکے گی۔ چنانچہ یہ پروگرام بڑا کامیاب رہا۔ اور خدا کے فضل سے شیموگہ میں جاری روانگی تک ۱۲ وصیتیں ہو چکی ہیں۔ جن کے تصدیقی فارم بھی ساتھ ہی مکمل کرا لئے گئے۔ نیز جہاں جن احباب نے ربوہ اور دہلی سنڈیکیٹ وعدہ کر رکھے تھے انہیں اپنا بقایا جلد ادا کرنے کی توجہ دلائی گئی۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اپنی خاص نصرت سے وفد کو نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔ اور حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو جلد ترقیات کا ثمرہ حاصل ہو کر اسلام کی برتری ہو۔ آمین۔

خوشخبری

قرآن کریم پارہ اول کا ہندی ترجمہ چھپ کر تیار ہو گیا

احباب جماعت کی خدمت میں یہ خوشکن اطلاع دی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن پاک کے پہلے پارے کا ہندی ترجمہ جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تفسیر صغیر کا ہندی ترجمہ ہے چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک! احباب دعا فرمائیں کہ بہت جلد پورے قرآن مجید کا ترجمہ ہندی میں گورمکھی شائع کرنے کی توفیق ملے۔ ان تراجم کی طباعت کا کام باقی ہے۔

ہدیہ پارہ اول ۵۰ نئے پیسے، کاغذ طباعت عمدہ مع عربی متن۔ نوٹ۔ یہ ترجمہ نظارت ہذا کے مرکزی مبلغ مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر نے کیا ہے۔

خاکسار ناظر دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان

قادیان دار الامان میں جماعت احمدیہ کا تہترواں

جلسہ سالانہ

۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۶۴ء کو منعقد ہوگا

جملہ احباب جماعت احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال بھی جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کے لئے ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۶۴ء کی تاریخیں رکھی گئی ہیں تا کہ دوست کرسمس کی چھٹیوں اور کرسمس کے دنوں میں ریلوے کی رعایتی کرایہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر اس کی برکتوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

لہٰذا جملہ احباب جماعت عہدیداران اور مبلغین کی خدمت میں درخواست ہے کہ جمعہ اور دیگر جماعتی اجتماعوں کے مواقع پر یہ اعلان جلسہ سالانہ تک کر کے زیادہ سے زیادہ احباب و زیر تبلیغ دوستوں کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک فرماتے رہیں تا زیادہ سے زیادہ دوست اس میں شامل ہو کر علمی اور روحانی برکات سے فائدہ اٹھائیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

طابع صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ماما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۶۴ء

وصیّت — خدمت و اشاعتِ دین کی ایک محکم بنیاد

طبعی طور پر ہر شخص چاہتا ہے کہ اُس کا مستقبل ہر قسم کے خطرات سے محفوظ ہو جائے۔ ذاتی یا خاندانی لحاظ سے کسی شخص کا مستقبل کیونکر محفوظ ہو سکتا ہے؟ یہ بڑا اہم اور مشکل سوال ہے جسے دینی اور دنیوی دونوں نقطۂ نگاہ سے قابلِ غور سمجھا گیا ہے۔

عام طور پر لوگ بڑی بڑی جائیدادیں بناتے ہیں۔ کوئی زمین خریدتا ہے۔ کوئی کارخانہ جاری کرتا ہے۔ کوئی تجارت کے ذریعہ اپنے پاس ایسی پونجی جمع کرنے کی کوشش کرتا ہے جو آنے والے وقتوں میں اُس کی پیش آمدہ ضروریات میں کام آئے۔ مگر کوئی بھی پروگرام قطعی حیثیت نہیں رکھتا اس لئے کہ قدم قدم پر مختلف قسم کے حادثات انسان کے سوچے سمجھے پروگراموں کو درہم برہم کر دیتے ہیں۔ اور اگر ناگہانی حادثات سے بچا بھی رہے تو بسا اوقات خود اُس کی اولاد بڑی ہو کر ایسی نالائق نکلتی ہے کہ محنت و مشقت سے کمائی ہوئی دولت نہایت بے دردی سے برباد کر دیتی ہے۔

مستقبل کے بارہ میں یہ غیر یقینی صورتِ حال اس لئے ہے کہ کسی انسان کا مستقبل نہ تو اُس کے اپنے اختیار میں ہے اور نہ ہی اُس جیسے کسی دوسرے انسان کو یہ مقدرت حاصل ہے کہ کسی کے مستقبل کو اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق بنا سکے۔ زمانہ مستقبل پر کامل تصرف اُس قادر و توانا ہستی کو حاصل ہے جس نے انسان کو پیدا کیا۔ اور وہی اُس کی موت و حیات کا مالک ہے۔

اس لئے جو شخص اپنے اعمال و افعال میں اُس کی ہدایت کا کاربند ہوا اُس نے اپنے مستقبل کو بھی محفوظ کر لیا۔ اور آئندہ کے خطرات سے امن میں آگیا۔ کسی احمدی کی طرف سے بہشتی مقبرہ کے لئے وصیت کرنا اُس کے لئے ایک روشن مستقبل کی گارنٹی ہے۔ اس لئے کہ اُن شرائط کی رعایت کی صورت میں جو ایک موصی کو از روئے قواعد پوری کرنی ہوتی ہیں جب تک زندہ رہا پاک و مطہر زندگی کا عملی نمونہ بنا رہا اور ساتھ کے ساتھ مال جائداد میں ۱/۱۰ حصہ سے ۱/۳ تک حسب توفیق حصہ لے کر ایک بڑی قربانی کا نمونہ دکھایا۔

موجودہ زمانہ میں کسی بڑے کاروبار یا صنعت کو جاری کرنے کے لئے بڑی بڑی کمپنیاں قائم کی جاتی ہیں۔ بہت سے حصہ دار اپنی حیثیت کے مطابق ان کے حصص خریدتے ہیں۔ جہاں تک ہر حصہ دار کے انفرادی حصہ کا تعلق ہوتا ہے۔ وسیع کاروبار کے مقابلہ پر اس کی چنداں وقعت نہیں ہوتی مگر بموجب قطرہ قطرہ مے شود دریا یہی چھوٹے چھوٹے حصّے مل کر بڑی دولت بن جاتے ہیں اور اپنے اندر بہت بڑی طاقت رکھتے ہیں۔ اجتماعی رنگ کی یہ جدوجہد نہ صرف یہ کہ دنیوی کاروبار میں نمایاں ہوئی بلکہ لوگوں نے اسے مذہب کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے بھی استعمال کیا۔ چنانچہ یورپ و امریکہ کے بعض مالدار لوگ خیراتی اور مذہبی سوسائٹیوں اور جماعتوں کے نام اپنی جائدادیں وقف کر جاتے ہیں جن سے یہ ادارے بڑی وسعت کے ساتھ اپنا کام چلاتے ہیں۔ حتیٰ کہ پچھلی صدی میں مسیحیت کی تائید میں لٹریچر کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اسلام کے متعلق خطرناک غلط فہمیاں پھیلا کر عوام کو دینِ متین سے بدظن کرنے کی کوشش کی گئی۔

ایسے وقت خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اس نے سرزمین ہند سے اپنے برگزیدہ بندے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کو کھڑا کیا۔ آپ نے معقول دلائل اور روشن نشانات کے ذریعہ اسلام کی صداقت کو ثابت کر دکھایا مگر یہ کام وقتی نوعیت کا نہ تھا اس کیلئے لگاتار کوشش اور مسلسل محنت کی ضرورت تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک فعّال جماعت بھی عطا فرمائی جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا۔ اور دین کی خدمت و اشاعت کو اپنا مطمحِ نظر قرار دیا۔ خدا تعالیٰ نے آپ پر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی ایک بابرکت صورت منکشف فرمائی جسے نظام وصیت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

نظامِ وصیت کیا ہے؟ دوسرے لفظوں میں ایک ایسی روحانی کمپنی کا اجراء ہے جس میں ہر وہ مخلص احمدی حصہ لے سکتا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر کے معین طور پر اپنی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ اور اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی کم سے کم وصیت کرتا ہے اس کا یہ روپیہ ایک تنظیم کے ماتحت دین کی خدمت و اشاعت میں صرف ہوگا جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں فرمایا ہے:-

(۱) یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل انجمن کے سپرد رہے گی اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسب ہدایت مذکورہ بالا خرچ کریں گے۔

(۲) اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے۔

(۳) ان اموال میں سے اُن یتیموں اور مسکینوں اور نومسلموں کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر وجوہِ معاش نہیں رکھتے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں۔"

اس موقعہ پر حضور نے بڑے پُر شوکت الفاظ میں خدا تعالیٰ کے اس وعدہ الٰہی کا ذکر فرمایا جو اسلام و احمدیت کی ترقی اور سربلندی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا:-

"یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دور از قیاس باتیں ہیں بلکہ یہ اُس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیونکر ہوں گے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں وہ کثرتِ مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھاویں اور دنیا سے پیار نہ کریں۔ سو میں دعا کرتا ہوں کہ ایسے امین ہمیشہ اس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہیں جو خدا کے لئے کام کریں۔"

بالآخر ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس کام میں ہر ایک مخلص کو مدد دے اور ایمانی جوش ان میں پیدا کرے اور اُن کا خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین۔"

پھر نظام وصیت کے متعلق دیگر افراد جماعت کو واقف و آگاہ کرنے کی تلقین فرماتے ہوئے نہایت تاکید کے ساتھ حضور نے فرمایا:-

"مناسب ہے کہ ہر ایک صاحب ہماری جماعت میں سے جن کو یہ تحریر ملے وہ اپنے دوستوں میں اس کو مشتہر کریں اور جہاں تک ممکن ہو اس کی اشاعت کریں اور اپنی آئندہ نسل کے لئے اس کو محفوظ رکھیں۔ اور مخالفوں کو بھی مہذب طریق پر اس سے اطلاع دیں اور ہر ایک بدگو کی بدگوئی پر صبر کریں اور دُعا میں لگے رہیں۔"

موجودہ زمانہ جو طرح طرح کے مصائب و آلام اور مختلف قسم کی آزمائشوں کا ہے ہر شخص بذاتِ خود تجربہ رکھتا ہے کہ ایسے حالات میں ایک انسان کی اپنی جائداد و املاک کچھ بھی حیثیت نہیں رہتی اس لئے کیوں نہ دولت سے کھوئے جانے سے قبل خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر اُس کی راہ میں خرچ کرے۔ چنانچہ حضور کی دُوربین روحانی آنکھوں نے نصف صدی پیشتر ہی آنے والے حالات کی خبر دیتے ہوئے مومنوں کو اُن کی ذمہ داری کی طرف متوجہ فرمایا۔ حضور فرماتے ہیں:-

"بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ بلاؤں کے دن نزدیک آ رہے ہیں اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دے گا قریب ہے پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدنیا ہونا ثابت کر دیں گے اور نیز یہ بھی ثابت کر دیں گے کہ کس طرح اُنہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی..... میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اس حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش! میں تمام جائداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دے دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا.....

...... دیکھو میں بہت قریب عذاب کی تمہیں اطلاع دیتا ہوں اپنے لئے وہ زادِ راہ جلد جمع کرو کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کر لوں بلکہ تم اشاعتِ دین کے لئے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جُدا کئے جائیں گے تب آخری وقت میں یہ کہیں گے ھذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون۔"

کس قدر رونگٹے کھڑے کر دینے والے ہیں یہ الفاظ جو حضورؑ نے اُن لوگوں کے حق میں استعمال فرمائے ہیں جو اس وقت وصیت کی اہمیت کو نہ سمجھتے ہوئے اس کی طرف توجہ نہیں کرتے!!

گذشتہ ایام میں ہندوستان میں بسنے والے ایک حصہ نے قدرتی طور پر اور دوسرے افراد نے بذریعہ خبروں کے ذریعہ حضور کی بات کو لفظ بلفظ پورا ہوتے دیکھ لیا۔ اس لئے مبارک ہے وہ جو اب مزید تجربہ پر منتظر نہیں کرتا۔ بلکہ اس مہلت سے جو خدا کی رحمت نے اُس کو دی پورا پورا فائدہ اٹھاتا ہے اور آنے والے ابتلاؤں سے اپنے تئیں بچا لیتا ہے۔!!

"انسان کو چاہیئے کہ ہر وقت اور ہر حالت میں دعا کا طالب رہے اور دوسرے اَمّا بنعمة ربّك فحدّث پر عمل کرے۔ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی تحدیث کرنی چاہیئے اس سے خدا تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کیلئے ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔" (حضرت مسیح موعودؑ)

قرآنی علوم کو ظاہری علوم سے نہیں بلکہ صرف تقویٰ و طہارت سے حاصل کیا جا سکتا ہے

اگر قرآنی برکات و فیوض سے حصہ لینا چاہتے ہو تو تقویٰ و طہارت حاصل کرنے کی سچی تڑپ اپنے اندر پیدا کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۴ر جنوری ۱۹۲۹ء ۔ بمقام جامع مسجد احمدیہ لاہور

فرمایا:۔
میں نے اس سال سالانہ جلسہ کے موقع پر

قرآن کریم کی طرف

دوستوں کو خاص طور پر توجہ دلائی تھی۔ اس وقت بعض دوستوں نے کچھ سوالات کئے تھے اور رقعے لکھ کر دیئے تھے۔ لیکن دوران تقریر جواب دینا اصل تقریر سے دوسری طرف متوجہ ہو جانا ہوتا ہے۔ اور یہ اصول حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کے بھی خلاف ہے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کوئی بات کر رہے تھے کہ دوسرے شخص نے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ آپؐ نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ اس نے سمجھا کہ آپؐ ناراض ہیں۔ لیکن جب آپؐ نے کلام ختم کیا تو اُسے بلایا اور فرمایا دوران کلام میں بات کرنا درست نہیں۔ اب میں نے وہ بات ختم کر لی ہے تم جو بات کرنا چاہتے ہو کرو۔

میرا اپنا طریق یہ ہے کہ بعض دفعہ جب کوئی سوال موضوع تقریر سے گہرا تعلق رکھتا ہے تو میں اس کا جواب بیان کر دیتا ہوں اور بعض اوقات جب سوال موضوع تقریر سے الگ ہوتا ہے اسے چھوڑ دیتا ہوں۔ جلسہ کے موقعہ پر جب میں تقریر کر رہا تھا تو ایک سوال اگرچہ قرآن کے متعلق کیا گیا تھا مگر میرے مضمون سے تعلق نہیں رکھتا تھا اس لئے میں نے چھوڑ دیا تھا۔ لیکن چونکہ ممکن ہے وہ سوال اور لوگوں کے دل میں بھی پیدا ہؤا ہو اسلئے اب اس کے متعلق بیان کرتا ہوں

سوال یہ تھا

کہ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ کہ قرآن کو پاکیزہ اور مطہر لوگ ہی چھوئیں گے دوسرے لوگ اس تک پہنچ نہیں سکیں گے مگر ہم تو دیکھتے ہیں دنیا میں گندے سے گندے لوگ قرآن کریم کو ہاتھ لگا لیتے ہیں۔ عیسائی۔ ہندو۔ آریہ حتیٰ کہ خدا تعالےٰ کو گالیاں دینے والے اور ستھرائی طہارت کا قطعی خیال نہ رکھنے والے بھی قرآن کریم کو چھوتے ہیں عیسائیوں نے قرآن کریم چھپوائے بھی ہیں۔ پھر اس آیت کا کیا مطلب ہوا جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہندو اور عیسائی قرآن کریم چھپواتے اسے فروخت کرتے اور اس کی تفسیریں لکھتے ہیں۔

بعض نے

اس کا یہ جواب

دیا ہے کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ کوئی ناپاک انسان قرآن کریم کو چھو نہیں سکتا بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ کوئی ناپاک انسان چھوئے نہیں یعنی حکم ہے اور اس کے صرف یہ معنے ہیں کہ قرآن کریم کو با وضو ہاتھ لگایا جاسکے۔ اگر کوئی اس کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ گناہ گار ہے۔ لیکن نہ تو اس آیت کا یہ مفہوم ہے اور نہ سیاق و سباق کے لحاظ سے یہ مفہوم درست ہے۔ علاوہ ازیں ہم دیکھتے ہیں اس بارے میں صحابہؓ میں بھی اختلاف ہے۔ حضرت علی رضؓ کہتے ہیں حائضہ عورت بھی قرآن کریم کو ہاتھ لگا سکتی ہے اور بہت سے آئمہ نے لکھا ہے حائضہ عورت پڑھ بھی سکتی ہے اور پڑھنا بھی مس ہے۔ کیونکہ قرآن کے الفاظ ذہن میں سے گذرتے ہیں۔

بہر حال حائضہ کو کپڑے میں ہاتھ لپیٹ کر قرآن کریم کو چھونے یا بغیر کپڑے کے چھونے بلکہ پڑھنے کی بھی اجازت دی گئی ہے۔ پھر لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ کا کیا مطلب ہؤا؟ اس کے متعلق لوگوں کو بہت سی مشکلات پیش آئی ہیں مگر خدا تعالےٰ نے مجھے اس کے

نہایت لطیف معنی

سمجھائے ہیں میرے نزدیک اس کے دو معنی ہیں۔

ایک معنی تو یہ ہیں کہ سچا اور حقیقی مس یہ ہوا کرتا ہے کہ اس چیز سے تعلق ہو جائے مثلاً محاورہ ہے فلاں کو تو فلاں مضمون سے مس ہی نہیں رہا۔ باوجود اس کے کہ ایک لڑکا مدرسہ میں جاتا ہے پڑھتا ہے با وقت کلاس میں بیٹھتا ہے مگر استاد اس کے متعلق کہتا ہے اسے تو فلاں مضمون سے مس ہی نہیں۔ کیا اس پر وہ طالب علم کہہ سکتا ہے کہ استاد کی یہ بات صحیح نہیں۔ کیونکہ میں روز مدرسہ جاتا ہوں اس مضمون کی کتاب میرے ہاتھ میں ہوتی ہے پھر کیونکر مجھے اس مضمون سے مس نہیں۔ بات یہ ہے استاد کے کہنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسے اس مضمون سے حقیقی لگاؤ نہیں۔ یہ ان نتائج کو وہ حاصل نہیں کر سکتا جو اس مضمون کے پڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں تو لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ کے ایک معنی یہ ہیں کہ قرآن کریم اپنے ساتھ فوائد لایا ہے وہ یہ نہیں کہتا کہ جو میرے ساتھ تعلق پیدا کرے گا وہ قیامت کو ہی نجات پاسکے گا اگر قرآن کا صرف یہی دعوے ہو تو کوئی یہ کہہ سکتا ہے مرنے کے بعد اگر کوئی فائدہ نہ ہؤا تو پھر کیا کریں گے۔ قرآن کریم نے اس سوال کو یوں حل کیا ہے کہ کہتا ہے میں اپنے ماننے والوں اور سچا تعلق پیدا کرنے والوں کو اسی دنیا میں

انعامات کا وارث

بنا دیتا ہوں۔ یہ ثبوت ہوگا اس بات کا کہ اگلے جہان میں بھی قرآن کے ماننے والوں کو نجات حاصل ہوگی۔

چنانچہ قرآن کریم اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں کے متعلق بتاتا ہے اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کہ ایسے لوگوں کو دو باتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ ایسے لوگ ہدایت الٰہی پر سوار ہو جائیں گے۔ ہدایت پر سوار ہونے کا کیا مطلب ہے یہ کہ جس طرح گھوڑا اپنے سوار کے ماتحت ہو جاتا ہے جدھر سوار چاہے اسے پھیر لیتا ہے۔ اسی طرح ہدایت ایسے لوگوں کے تابع ہو جاتی ہے یعنی ایسے انسان کے ذریعہ ہدایت پھیلتی ہے۔ یہ قرآن کریم کی خاص خصوصیت ہے۔ دوسری مذہبی کتابیں تو یہ کہتی ہیں کہ ان کے ذریعہ لوگوں کی اصلاح ہو جاتی ہے مگر قرآن یہ کہتا ہے اس کی تعلیم پر چلنے والے کو یہ مقدرت حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ دنیا میں انقلاب پیدا کر دیتا ہے۔ وہ جدھر رُخ کرتا ہے دُنیا اس کے قدموں پر گرتی ہے۔

دوسری بات

قرآن پر عمل کرنے والوں کے متعلق یہ بیان کی کہ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ جس مقصد کو لے کر وہ کھڑے ہوں گے اسے ضرور پالیں گے۔ مفلحون کے یہ معنی نہیں کہ بڑے بن جائیں گے۔ اس کا یہ مطلب قرار دے کر اعتراض کیا جاتا ہے کہ ہم تو دیکھتے ہیں قرآن کو نہ ماننے والے دنیا میں حکومتیں کرتے ہیں۔ آرام و آسائش کی زندگی بسر کرتے ہیں عزت و شوکت رکھتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں قرآن کو ماننے والے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ پھر مفلح کس طرح ہوئے۔

گویا وہ کہنا چاہیئے قرآن نے یہ نہیں کہا کہ میرے ماننے والوں کو حکومت مل جائے گی یا سلطنت حاصل ہو جائے گی۔ بیشک قرآن اور ایک زمانہ تک یہ بھی کہا ہے کہ حکومت بھی ملے گی لیکن یہ کہیں نہیں کہا کہ

دنیا کی حکومت

ہی قرآن کی تعلیم پر چلنے والوں کا مقصد ہے بلکہ یہ کہا ہے کہ قرآن سے تعلق رکھنے والوں کا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں روحانیت قائم کریں۔ اگر اس میں کوئی کامیاب ہو جائے تو وہ کامیاب ہوگیا۔ چاہے دنیا میں سب غریب ہی ہوں۔

پس مفلح کے یہ معنے نہیں کہ کوئی مادی چیز مل جائے بلکہ جس مقصد کو لے کر کھڑا ہو اس میں کامیاب ہونے والا مفلح ہے۔ دیکھو

حضرت امام حسینؓ

مارے گئے اور بادشاہ نہ بن سکے۔ لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ ناکام رہے۔ ہرگز نہیں۔ وہ کامیاب ہو گئے اور مفلح بن گئے کیونکہ جس مقصد کو وہ لے کر کھڑے ہوئے تھے اس میں کامیاب ہو گئے۔ ان کے سامنے یہ مقصد تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نیابت کے بعض حقوق ایسے ہیں کہ جنہیں خدا تعالےٰ کی طرف سے حاصل ہوں انہیں پھر وہ چھوڑ نہیں سکتا۔ اس بیان

کو کامیابی حاصل ہوگئی۔ ان کی شہادت کا یہ نتیجہ ہوا کہ گو بعد میں خلفاء ہوتے مگر ان کو خلفائے راشدین نہیں کہا گیا۔ کیونکہ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے بتا دیا کہ خلافت بعض شرائط سے وابستہ ہے یہ نہیں کہ جس کے ہاتھ بادشاہت آجائے وہ خلیفہ بن جائے اس طرح دین کو بہت بڑی تباہی اور بربادی سے بچا لیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو یزید کے سے انسان کے اقوال اور افعال پیش کر کے کہا جاتا۔ یہ اسلام کے خلفاء کی باتیں ہیں اور اس طرح دین میں رخنہ اندازی کی جاتی۔

پس اپنے

مقصد میں کامیاب

ہونے والا مفلح ہوتا ہے۔ خواہ ایک شہادت چھوڑ سو شہادتیں اسے حاصل ہوں تو فرمایا اولٰئک ھم المفلحون ایسے انسان کو فلاح نصیب ہو جاتی ہے اور ہدایت اس کے ماتحت آجاتی ہے۔ اس کے کلام میں تاثیر اور برکت اور نور ہوتا ہے

یہ قرآن کا دعوےٰ ہے اب سوال ہو سکتا ہے کہ قرآن نے یہ دعوےٰ کیا ہے کہ جو مجھ سے تعلق رکھتا ہے ہدایت اس کے تابع ہو جاتی ہے۔ اور وہ مقاصد میں کامیاب ہو جاتا ہے مگر ہم تو بہتیرے مسلمانوں کو دیکھتے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں مگر ان کے متعلق یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ مطہر لوگ ہی اس کے برکات اور فیوض سے حصہ پاتے ہیں۔ یہ نہیں کہ جو منہ سے قرآن کے الفاظ نکالے وہ فائدہ اٹھالے یہ مس مطہر لوگوں کو ہی حاصل ہوتا ہے۔

پس یہاں

مس سے مراد

ظاہری طور پر چھونا نہیں۔ ایک نجاست سے بھرا ہوا انسان بھی قرآن کو چھو لیتا ہے۔ اگر وہ مسلمان ہوگا تو گنہگار ہوگا۔ اور اگر کافر ہے تو وہ قرآن کو مانتا ہی نہیں۔ پس لا یمسہ الا المطھرون کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن کی برکات اس کے فضائل اور اس کی رحمتوں سے حصہ نہیں پاتے مگر مطہر لوگ۔ جو لوگ اس کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں وہی اس کی برکات اور رحمتوں سے حصہ پاتے ہیں ایک معنے تو اس کے یہ ہیں۔

ایک اور معنی

ہیں علمی طور پر نہایت عظیم الشان ہیں اور وہ یہ ہیں کہ دنیا میں کئی ایک کتابیں پائی جاتی ہیں جو اس بات کی مدعی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں۔ ایسی کتابیں ہندوؤں۔ عیسائیوں۔ زرتشتیوں وغیرہ کی ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم بھی مدعی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر قرآن کو ان کتابوں پر کیا فضیلت ہے کہ ان کو چھوڑ کر اسے مانا جائے۔ وہ بھی اسی بات کی دعویدار ہیں کہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہیں اور قرآن کریم کا بھی یہی دعویٰ ہے۔ اور ہمارے لئے تو اس لحاظ سے بھی مشکل ہے کہ قرآن نے تسلیم کیا ہے کہ خدا کی طرف سے دنیا کی ہدایت کے لئے کتابیں آتی رہی ہیں۔ اس طرح ان کتابوں کا پلہ بھاری ہو گیا کہ قرآن نے بھی ان کے آنے کی تصدیق کر دی۔ مگر ان کتابوں کے ماننے والے قرآن کو نہیں مانتے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں کونسی کتاب ماننی چاہیئے۔ بظاہر قرآن کی اپنی تصدیق سے ان کتابوں کا درجہ بڑھ جاتا ہے۔

قرآن نے اس بات کے لئے کہ یہی کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ جسے ماننا چاہیئے۔ جو دلائل دیئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے جو اس آیت میں بیان ہے۔ یہ سیدھی بات ہے کہ ہر انسان اپنا خزانہ اور اپنی قیمتی چیزیں اپنے پیاروں کے لئے محفوظ رکھتا ہے۔ مثلاً انسان اپنی جائداد اپنے وارثوں کے لئے قرار دیتا ہے۔ کوئی شخص یہ پسند نہیں کرتا کہ لوگ اس کی جائداد پر قابض ہو جائیں۔ اور اس کے وارث محروم رہ جائیں۔ اسی طرح سلطنتیں چاہتی ہیں کہ زیادہ سے زیادہ اموال ان کے ملک میں ہوں۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ

اپنے ملک کا خزانہ

اپنے لوگوں کے لئے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ مذہبی کتب بھی بطور خزانہ ہوتی ہیں جس طرح جسمانی خزانے ہوتے ہیں۔ اسی طرح روحانی خزانے بھی ہوتے ہیں چنانچہ قرآن کریم کو کہیں شفا قرار دیا گیا ہے کہیں پانی سے تشبیہ دی گئی ہے جس سے کھیتیاں اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔ ادھر ہم دیکھتے ہیں یہ قانون قدرت بلکہ قانون فطرت ہے کہ اپنا خزانہ اپنوں کو دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اب اگر قرآن خدا تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اور یہ روحانی خزانہ ہے۔ تو ضرور ہے کہ یہ خزانہ انہی کو ملے جو اس سے حقیقی تعلق رکھنے والے ہوں اور یہ انہیں کے لئے کھلے جن کو اس کے کھولنے کی جستجو اور شوق ہو۔ اگر اس کے خلاف ہو۔ اور یہ خزانہ اس کے مخالفوں پر کھلے تو یہ خدا تعالیٰ کی کتاب نہیں ہو سکتی

انسانی کتابوں میں

تو یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ ایک قانون بناتی ہے مگر اس قانون کو گورنمنٹ کی نسبت دوسرے زیادہ اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ چونکہ گورنمنٹ کا قانون انسانی کلام ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا مخالف موافقین کی نسبت اس کی لطیف باریکیاں سمجھ سکتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا کلام جو برکت اور انعام کے طور پر نازل ہوتا ہے اسے خدا تعالیٰ سے تعلق نہ رکھنے والے زیادہ عمدگی سے سمجھ سکیں تو وہ برکت کہاں رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں

آسمانی کتاب کے پرکھنے کا گر

بتایا ہے۔ آسمانی کتاب بطور رحمت برکت اور نعمت کے نازل ہوتی ہے۔ اگر غیر لوگ جنہوں نے اس کے احکام کا جوا اپنی گردنوں پر نہیں رکھا۔ اس کے ماننے والوں سے زیادہ اس کی باریکیاں سمجھ لیں تو معلوم ہوا اس خزانے کو دوسرے لے گئے۔ اس لئے فرمایا۔ اس خزانے پر ایسے محافظ ہیں۔ کہ یہ ماننے والوں کے لئے ہی کھلتا ہے۔ دوسروں کے لئے نہیں۔ مگر انجیل کو دیکھ لو۔ اس کے مفسر وہی لوگ ہیں جنہیں انجیل کے مطابق روحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل نہیں ہیں۔ یہی حال ویدوں کا ہے۔ مگر قرآن کریم کے علوم میں وہی لوگ آگے بڑھے جو تقویٰ طہارت اور طہارت میں بھی اعلیٰ تھے۔ بعض علماء نے قرآن کریم کی جو تفسیریں لکھی ہیں۔ آج مسلمان انہیں چھپاتے پھرتے ہیں۔ تاکہ غیر مذاہب کے لوگ ان کی بناء پر اعتراض نہ کریں۔ لیکن صوفیاء نے وہ وہ باتیں لکھی ہیں۔ جو اس وقت دنیا کو معلوم نہ تھیں۔ اور اب معلوم ہو رہی ہیں۔ پہلے کہا جاتا تھا کہ

موجودہ دنیا کی عمر

پانچ چھ ہزار سال ہے۔ مگر ابن عربی نے کہا۔ مجھے کشف میں بتایا گیا ہے۔ کہ کئی لاکھ سال سے یہ دنیا ہے اور کئی لاکھ سال سے یہ بنتی چلی آرہی ہے۔ اب یورپین لوگ ایوولیوشن تھیوری کے ماتحت یہی مان رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم نے یہ تھیوری ایجاد کی۔ حالانکہ اس کے اصل موجد ابن عربی ہیں۔

اسی طرح ظاہری علماء یہ کہتے رہے بظاہر تو غیر جو مسلمان بھی دوزخ میں جائے گا۔ پھر وہ نہیں نکلے گا۔ مگر ابن عربی کہتے ہیں

خدا کی رحمت

اتنی وسیع ہے کہ شیطان بھی ہمیشہ ہمیش کے لئے دوزخ میں نہیں رہے گا۔ اور قرآن کریم بھی یہی کہتا ہے۔ پھر عام مفسر تو کہتے ہیں کہ سورہ نجم کی آیات میں شیطان نے یہ فقرات داخل کر دیئے تھے۔ تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجیٰ اگرچہ دیوان ایسی ہیں۔ جن کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔ یہ شرک کا کلام شیطان نے نعوذ باللہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر قرآن کریم پڑھتے ہوئے جاری کر دیا۔

پھر کہتے ہیں سورۂ حج کی ایک آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایسے رنگ میں دخل دیا گیا ہے۔ لیکن ان کے مقابلہ میں ابن عربی نے اس آیت کے یہ معنے کئے ہیں کہ شیطان انبیاء کے راستہ میں روڑے اٹکاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ ان کو دور کر دیتا اور نبی کو کامیاب کر دیتا ہے۔

غرض ایک ایک بات صوفیا کی دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح انہوں نے بالکل صحیح اور درست رکھی۔

اسی سلسلہ میں اگر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام

دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آج جو ترقیاں فلسفہ اخلاق۔ تاریخ وغیرہ کی بیان کی جاتی ہیں۔ یہ سب کچھ پہلے قرآن کریم میں بیان ہو چکی ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فلسفۂ اخلاق کی ایسی گتھیاں بیان کی ہیں کہ پہلے لوگ ان کے خلاف تھے۔ لیکن اب امریکہ والوں نے وہ باتیں لکھی ہیں تو ان کی بڑی تعریف کی جا رہی ہے۔ حالانکہ ان سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ باتیں نہایت وضاحت سے لکھ دی ہیں۔ بادلوں کے متعلق پہلے لوگ سمجھتے تھے کہ وہ سمندر سے پانی پی کر آتے اور برستے ہیں حالانکہ قرآن کریم میں صاف لکھا ہے۔ پانی سے بخارات ہوائیں اٹھاتی ہیں اور پھر بادل بوجھل ہوتے ہیں اور برستے ہیں۔ بدی اور نیکی کی صحیح تشریح سے پہلے لوگ واقف نہ تھے۔ اب قرآن کریم سے یہ سب کچھ معلوم ہوا ہے مگر یہ باتیں کسی ایسے انسان نے بیان نہیں کیں جو دنیاوی علوم کے لحاظ سے بڑا عالم ہو بلکہ اس شخص نے بیان کی ہیں جس نے کسی مدرسے میں تعلیم نہیں پائی۔ اور جس کے متعلق مخالف یہ اعتراض کیا کرتے تھے کہ وہ صحیح اردو بھی نہیں لکھ سکتا۔ بات یہ ہے کہ قرآن کریم کے علوم ظاہری علم سے وابستہ نہیں بلکہ نیکی اور تقوےٰ سے وابستہ ہیں۔ آج سے تیس سال قبل بہت سے لوگ ایسے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کہتے تھے انہیں اردو بھی نہیں آتی اور عربی اور دوسروں سے لکھا کر اپنے نام سے شائع کرتے ہیں بعض لوگ کہتے مولوی نور الدینؓ آپ کو کتابیں لکھ کر دیتے ہیں۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی یہ دعویٰ نہ تھا کہ آپ نے

ظاہری علوم

کہیں پڑھے۔ آپ فرمایا کرتے میرا ایک استاد

فقہ جو انہیں کہہ دیا کرتے: وہ حقہ سے گرم بیٹھ رہتا تھا کیونکہ نہ پینے میں اس سے اس کے حقہ کی چلم ٹوٹ جاتی۔ ایسے استاد سے پڑھنا تھا۔ غرض آپ کو لوگ جاہل اور بے علم سمجھتے تھے۔ کئی لوگ اس بات کے مدعی تھے کہ آپ کو کئی سال پڑھانے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ اب اس سوال کو جانے دو کہ آپ نے دنیا میں کیا تغیر پیدا کیا مگر اس میں شبہ نہیں کہ سارا اسلامی عالم اس بات کو تسلیم کرتا ہے سوائے ان لوگوں کے جو بلا وجہ تعصب میں حد سے زیادہ مبتلا ہو چکے ہیں کہ اسلام کے دشمنوں کو شکست دینے والے یہی لوگ ہیں جو احمدی کہلاتے ہیں۔

میرے ایک سسرال سے غیر احمدی رشتہ دار ہیں جو معروف مجدید ہیں انہوں نے مجھے خط لکھا کہ قرآن کریم کے مطالب کو بگاڑنے والا تم سے بڑھ کر کوئی نہیں مگر یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اسلام کے دشمنوں کا منہ بند کرنے کے لئے آپ کی باتیں بہت کارگر ہیں۔ میں نے کہا عجیب بات ہے قرآن بگاڑ کر دشمنانِ اسلام کا سر کچلا جا سکتا ہے یوں نہیں کچل سکتا۔ انہوں نے یہ بھی لکھا کہ مجھے آپ اس خط کا جواب نہ لکھیں شاید انہوں نے یہ اس لئے لکھا کہ انہوں نے سخت الفاظ استعمال کئے تھے انہوں نے سمجھا ہوگا میں بھی انہیں سخت جواب دوں گا۔ حالانکہ میں ایسا نہ کرتا۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کے جو علوم ظاہر کئے ہیں وہ سمجھدار دشمن بھی انہیں تسلیم کرتے ہیں۔ جب ترجمۃ القرآن کا پہلا پارہ انگریزی میں تیار ہو کر شائع ہوا تو فورمین کرسچن کالج لاہور کے پرنسپل اور وائی۔ ایم۔ سی۔ اے کے سیکرٹری مجھ سے ملنے کے لئے قادیان آئے انہوں نے مختلف امور کے متعلق گفتگو کی۔ انہیں وہ پارہ دیا گیا۔ اس وقت تو انہوں نے اس کے متعلق کچھ نہ کہا لیکن بعد میں سیلون میں تقریر کی جس میں بیان کیا کہ

اسلام اور عیسائیت کا فیصلہ

انسبرو وغیرہ میں نہیں ہوگا جن کی طرف لوگوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں بلکہ پنجاب کے ایک چھوٹے سے قصبہ میں ہوگا جہاں سے میں ابھی ہو کر آیا ہوں اور جہاں سے قرآن کا ترجمہ شائع ہونا شروع ہوا ہے اور وہ قادیان ہے

اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کی کیا حالت ہے۔

اسی طرح امریکہ کا ایک رسالہ ہے جس نے لکھا جب یہ ترجمہ مکمل ہو گیا جو قادیان سے شائع ہونا شروع ہوا ہے تو یہی وقت اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ دنیا کا

آئندہ مذہب اسلام ہوگا یا عیسائیت

یہ تو مخالفین اسلام کی آراء ہیں۔ ادھر مسلمان بھی جو آپ کو جاہل اور بے علم کہتے تھے ان میں سے اکثر یا تو یہ تسلیم کرنے لگے ہیں کہ قرآن کریم کی وہ خدمت آپ نے کی ہے جو اور کسی نے اس زمانہ میں نہیں کی یا یہ کہ قرآن کو تو بگاڑ کر پیش کرتے ہیں مگر غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فتح انہی کے ذریعہ ہوتی ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے لا یمسہ الا المطہرون خواہ کوئی ظاہری علوم میں کتنا بڑھ جائے جب تک تقویٰ و طہارت حاصل نہ کرے گا۔

علوم قرآنیہ

بڑے بس بچہ بھی ہوگا وہی ان علوم کا ماہر ہوگا خواہ وہ دنیوی علوم نہ رکھتا ہو۔ جو روحانی پاکیزگی رکھتا ہوگا اس پر ایسے علوم کھولے جائیں گے کہ دنیا دنگ رہ جائے گی

پس قرآن کریم سچائی کا یہ معیار بتاتا ہے کہ جو خدائی کتاب ہو اس کے علوم روحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل کرنے سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ ہم اس صداقت کو آج بھی پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ میں ہی ہوں جس نے ہائی سکول میں پڑھا مگر کسی جماعت میں پاس نہ ہوا۔ حساب سے مجھے مس ہی نہ تھا۔ عربی میں قرآن کریم کا خالی ترجمہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے پڑھایا اور باوجود اس کے کہ مجھے بہت کم عربی آتی تھی آدھا پونا پارہ روزانہ پڑھا دیتے اور فرماتے ایک دفعہ قرآن ہم سے گزر جاؤ اسی طرح بخاری میں سے انہوں نے گذار دیا۔ اگر میں کوئی سوال کرتا تو فرماتے میاں یہ باتیں خود خدا سکھائے گا۔ اس طرح میرے سوال کو ٹال دیتے۔ کبھی کچھ بتانا چاہتے تو بتا دیتے۔ میرے سوال پر کچھ نہ بتاتے۔ اس طرح پڑھا کر فرمانے لگے مجھے جو کچھ آتا تھا میں نے تمہیں سکھا دیا ہے۔ اس وقت تو میں نہ سمجھ سکا کہ کس طرح وہ سب کچھ سکھا دیا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اس فقرہ میں انہوں نے سب کچھ سکھایا کہ خدا خود سکھاتا ہے۔ اگر دل پاکیزہ ہو۔ خدا تعالیٰ سے تعلق ہو تو خدا تعالیٰ قرآن کریم کے علوم خود سکھاتا ہے۔ چنانچہ ایک

وہ وقت بھی آیا

کہ جب حج کے لئے جانے لگا تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے کبھی پہلے یہ بات ظاہر نہ کی تھی تاکہ تمہاری ترقی میں روک نہ ہو اب ظاہر کرتا ہوں کہ یوں تو میں نے تمہیں قرآن پڑھایا لیکن کئی معارف قرآنیہ تم سے سنے اور یاد رکھے اور اسی طرح تم سے قرآن پڑھا اب جو تم جا رہے ہو اس لئے سنا دیا ہے کہ شاید

پھر ملاقات ہو یا نہ ہو۔ تو میرا دعویٰ ہے کہ دنیا کا کوئی شخص اٹھے جو یہ کہے کہ میں قرآن کے معارف اور حقائق بیان کرنے میں مقابلہ کرنا چاہتا ہوں تو میں اس سے مقابلہ کے لئے تیار ہوں وہ خود تسلیم کرے یا نہ کرے حق پسند دنیا تسلیم کرے گی کہ جو حقائق اور معارف میں نے بیان کئے ہوں گے وہ بہت بڑھ کر ہوں گے۔

تو قرآن کا علم محض خدا تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوتا ہے اور یہ قرآن کریم کی بہت بڑی صداقت کا ثبوت ہے کیونکہ جس کتاب کا علم خدا کے فضل سے حاصل ہو وہی خدا کی کتاب ہو سکتی ہے جسے خدا تعالیٰ اپنے کلام کے حقائق سے واقف ہونے کا مستحق سمجھتا ہے اس پر علم کے دروازے کھول دیتا ہے لیکن جو خدا تعالیٰ سے دور ہوتا ہے اسے یہ کتاب ایسی ہی بدنما لگتی ہے جیسے پنڈت دیانند کو لگی کہ انہیں اس میں کوئی خوبی نظر ہی نہیں آئی۔

وہ لوگ جو ظاہری علوم کے بڑے بڑے دعوے کر رکھتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں قرآن کریم کے نکات بیان کرنے میں ایسے ہی ہیچ تھے جیسے کمزور دماغ کا انسان ایک اعلیٰ دماغ کے انسان کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔ وہ سوائے اس کے کہ یہ کہتے رہے۔ غلط تاویلیں کرتے ہو قرآن کو بگاڑتے ہو اور کچھ نہ کر سکے۔ آج اپنی کمزوریاں اور ان کے ساتھ تسلیم کر لیے ہیں کہ آپ نے جو حقائق بیان کئے وہ کسی نے بیان نہیں کئے۔

عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قبل سرسید نے قرآن کریم کی تفسیر لکھنی شروع کی اور قرآنی مطالب کو اس طرح پیش کیا کہ وہ نئی تعلیم کے مطابق معلوم ہوں اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے کئی آیات کی ایسی تشریح بیان کی کہ اس وقت یورپ کی تحقیقات اس کے خلاف تھی۔ مگر اب حضرت مسیح موعودؑ کی بیان کردہ کئی باتوں کی تصدیق اہل یورپ بھی کرنے لگے ہیں: اور کئی ابھی باقی ہیں۔ کیا عجیب بات نہیں کہ ان کی باتیں تو مٹ جا رہی ہیں جنہوں نے زمانہ کے حالات کے مطابق کہی تھیں مگر حضرت مسیح موعودؑ کی وہ باتیں اب مخالف بھی مانتے جا رہے ہیں

غرض لا یمسہ الا المطہرون سچے کلام الٰہی کے پرکھنے کا معیار ہے کہ جتنا کوئی باطنی علوم میں ترقی کرے گا اتنا زیادہ اس کلام کے سمجھنے میں ترقی کرے گا جس کتاب کے متعلق یہ بات پائی جائے گی وہی خدا کی طرف سے ہوگی۔

یہ وہ نمبر سے معنی ہیں اس آیت کے۔ یہ معنی نہیں کہ کوئی ناپاک ہاتھ قرآن کو نہیں لگا سکتا۔ یہ مس تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ مسلمان ہونے سے قبل انہوں نے بہن سے قرآن مانگا۔ انہوں نے باوجود ان کے مشرک ہونے کے ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ بات یہ ہے کہ

قرآن کریم کی حقیقت

پر واقف ہونے کے لئے ضروری ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی محبت اپنے دل میں پیدا کرے اور تقویٰ و طہارت اختیار کرے۔ آگے اس کے کئی مدارج ہیں۔ کئی لوگ ہوتے ہیں جو اعلیٰ درجہ کو سامنے رکھ کر مایوس ہو جاتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں ہم اس درجہ کو حاصل نہیں کر سکتے جیسے تندرستی اور صحت کے مدارج ہوتے ہیں اسی طرح روحانیت کے بھی مدارج ہوتے ہیں اور ہر درجہ کے ساتھ معارف تعلق رکھتے ہیں جتنا جتنا کوئی درجہ پاتا جاتا ہے اتنے ہی زیادہ اعلیٰ معارف سمجھنے کی اس میں قابلیت پیدا ہوتی جاتی ہے۔ اگر باوجود کسی کی کوشش اور سعی کے اس میں کمزوری رہ جائے تو اس کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے جیسے ایک سپاہی اپنی طرف سے پوری ہمت اور بہادری سے لڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر وہ جرنیل کی طرح کام نہیں کر سکتا۔ تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے ملک کی خدمت نہیں کی۔ اس نے ضرور کی ہے مگر اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق۔ یہی اگر کسی میں

تقویٰ و طہارت حاصل کرنے کی خواہش

اور تڑپ رکھنے کے اور کوشش کرنے کے باوجود کوئی کمزوری رہ جاتی ہے تو خدا تعالیٰ اس کی کوشش کو ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ اسے بھی اس کا بدلہ دیتا ہے تاکہ اس کا حوصلہ بڑھے اور وہ اور زیادہ کوشش کرے۔ پس کسی کو ہمت نہیں ہارنی چاہیئے کہ طہارت اور تقویٰ میں آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔ خدا تعالیٰ نے اولئک علیٰ ھدی من ربھم میں یہی بتایا ہے کہ جب انسان میں اخلاص پیدا ہوتا ہے تو اسے سواری ملتی ہے جو اسے آگے لے جاتی ہے اسی طرح اسے اور ترقی ملتی ہے پھر وہ سواری اور آگے لے جاتی ہے۔

درخواست دعا

اس سال خاکسار بورڈ کے امتحان میں شامل ہو رہا ہے۔ جو ماہ فروری [illegible] میں منعقد ہو رہا ہے اس کے لئے نومبر میں ٹیسٹ ہوگا۔ احباب جماعت سے نیز عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دونوں امتحانات میں اعلیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار شمس عالم ابن بابو عاشق حسین صاحب خانپور ملکی بہار

اسلامی معاشرت

"حق المسلم علی المسلم"

(ماخوذ)

بخاری مسلم. ابو داؤد. ترمذی اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے ایک ارشادِ نبویؐ یوں نقل کیا ہے:-

"حضورؐ نے فرمایا- ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں (جب دریافت کیا گیا کہ وہ کیا ہیں یا رسول اللہؐ تو جواب دیا) وہ تم سے ملے تو اُسے سلام کرو. جب بلائے تو جا پہنچو جب خیر خواہی کی خواہش کرے- تو خیر خواہی کرو- جب چھینک کر "الحمد للہ" کہے تو "یرحمک اللہ" کہو جب بیمار ہو- تو عیادت کرو- اور جب مر جائے تو اُس کے جنازے میں شرکت کرو-"

دیکھنے میں یہ بڑی معمولی سی باتیں معلوم ہوتی ہیں- اور باتیں بھی فقط چھ ہیں- لیکن ان چھ باتوں سے یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہیئے کہ بس ان چھ چیزوں کے علاوہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اور کوئی حق ہی نہیں. حقوق اور بھی ہیں اور بہت ہیں- لیکن ہر سلسلۂ بیان ایک خاص موقعہ محل سے وابستہ ہوتا ہے- اور اس وقت وہی باتیں کہی جاتی ہیں- جو اس ماحول یا اس کے تقاضوں سے متعلق ہوں- فرض کیجئے ایک بخار کا مریض کسی طبیب کے پاس جاتا ہے تو وہ طبیب بخار ہی کے اسباب و علاج کو دیکھے گا- بخار ہی سے متعلق دوائیں تجویز کرے گا- بخار ہی کی مناسبت سے غذا اور پرہیز بتائے گا. وہ دردِ سر پیچش. فیل پایہ. خارش وغیرہ کے متعلق گفتگو نہ کرے گا- علم فقہ کے مسائل بیان نہ کرے گا- انجینیری کے نکات. خلائی سفر کی نزاکتوں- موسیقی کے جواز عدم جواز کی تحقیق نظریۂ اضافیت وغیرہ سے اسے کوئی بحث نہ ہوگی. بس وہ مریض کے موجودہ مرض کے دائرے میں رہ کر بات کرے گا- دوسری باتیں زندگی کے لئے خواہ کتنی ہی ضروری ہوں- لیکن اس وقت اس سے کوئی بحث نہ ہوگی ان کے لئے دوسرے مواقع ہیں- غرض جہاں جو ضروری گفتگو ہوتی ہے وہی کی جاتی ہے- اور جو سلسلۂ کلام ہوتا ہے اسی کے تقاضوں کے مطابق بات کی جاتی ہے

موقع محل کے مطابق

یہی شکل آیاتِ قرآنی اور احادیث نبویؐ میں بھی ہے- حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات لاطائل اور بے ضرورت نہ ہوا کرتے تھے. بلکہ ہمیں موقع محل کے مطابق. THE (2035

POINT) گفتگو فرماتے تھے. حضورؐ کے پیشِ نظر پورا معاشرہ رہتا تھا- اور معاشرے کی اصلاح کے لئے جو بات جس وقت ضروری ہوتی وہی فرماتے- زیرِ نظر ارشادِ نبویؐ بھی کسی ایسے ہی موقع محل سے تعلق رکھتا ہے.

احادیث میں یہ دشواری ضرور پیش آتی ہے کہ بیشتر ارشاداتِ نبویؐ کا پس منظر بیان نہیں ہوا ہے اس لئے پس منظر خود ہی تلاش کر لینا چاہیئے- اور اگر پوری طرح پس منظر معلوم نہ ہو تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ موقع انہی باتوں کا ہو گا. جو حضورؐ نے فرمائی ہیں.

یہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کی دور رس نگاہوں کے سامنے یہ معاملہ تھا کہ اُمتِ مسلمہ کے افراد کے درمیان باہمی خیر خواہانہ روابط کس طرح قائم ہوں- اس کے لئے حضورؐ نے چند ایسی موٹی موٹی باتیں بتائی ہیں. جو ابتدائی تعارف سے لے کر قبر تک مختلف مراحلِ زندگی پر ضروری ہوتی ہیں--- انہی باتوں کو "حق المسلم علی المسلم" سے تعبیر فرمایا ہے- ملاحظہ ہو.

پہلا حق یہ بیان ہوا ہے کہ جب تم اپنے کسی مسلمان بھائی سے ملو- تو اُسے سلام کرو. سلام کیا ہے؟ اپنی طرف سے ایک بڑی پاک تمنا کا اظہار بہ شکل دُعا "السلام علیکم" تم پر سلامتی ہو- مختصر سے دو کلموں میں کتنی پاکیزہ آرزو کا اظہار ہے- ایک لفظ "سلام" میں کائنات کی ساری نعمتیں سمٹ کر آ جاتی ہیں ظاہر ہے کہ جب ایک طرف سے ایسی حسین دُعا ہو- اور دوسری طرف سے جواب میں ویسی ہی جمیل آرزو "وعلیکم السلام" کا اظہار ہو- تو خواہ پہلے سے تعارف ہو یا نہ ہو- لیکن مقناطیسی کشش ضرور پیدا ہو جائے گی- اور وہ خیر خواہانہ ہی ہوگی. بس یہ ہے کہ محض ایک ادائے رسم نہ ہو- بلکہ دل کی گہرائیوں سے نکلے اور معانی کا فہم اس کا ساتھ دے-

نیز اس سلام میں بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایسا شعار ہے جو ثقافتی لحاظ سے مسلمانوں کو دوسری قوموں سے ممتاز کر دیتا ہے.

یہ ابتدائی تعارف بڑا حسین و جمیل ہے اس کے بعد دوسرا مرحلہ پیش آ سکتا ہے کہ ان اہلِ تعارف میں کسی کو دوسرے سے کوئی کام پڑ جائے- اس کے لئے ارشاد ہوا- کہ دوسرا حق یہ ہے کہ جب وہ بلائے تو چلے جاؤ- بلانے کے جیسوں اسباب ہو سکتے ہیں کسی دعوتِ ولیمہ کے لئے کسی گواہی کے لئے کسی جائز سفارش کے لئے کسی کام میں مدد حاصل کرنے کے لئے کسی مشورے کے لئے- غرض کسی صحیح مقصد کے لئے بلائے تو چلے جاؤ- یہ خیر خواہی کا دوسرا قدم ہے اور اس سے صاف پتہ چل جائے گا کہ تمہارا سلام محض رسمی تھا- یا سچے دل کی آواز تھی-

تیسرے حق کو حضورؐ نے یوں بیان فرمایا- جب وہ کسی خیر خواہی کا طالب ہو- تو اس کی خیر خواہی کرو- یہ عام حکم ہے- اور ہمارے خیال میں اس پوری حدیث کا مرکزی نقطہ یہی ہے- اس حدیث کے سارے احکام یہی جذبہ پیدا کرنے کے لئے ہیں- اور کوئی اُمت صحیح معنوں میں اُمت ہی نہیں بن سکتی- تا وقتیکہ اس کا ہر فرد دوسرے افراد کے لئے یہ جذبہ نہ رکھتا ہو- اُمت اسی وقت تباہی کی طرف چل پڑتی ہے- جب اس کے افراد میں خیر خواہی کی بجائے بدخواہی کے جذبات پیدا ہونے لگیں- دین تو نام ہی ہے خیر خواہی کا جیسا کہ ارشاد ہوا ---

"الدین النصیحۃ" ہماری زبان میں نصیحت و نصح کے معنی وعظ و پند کے ہیں خیر خواہانہ جذبہ ہی کار فرما ہوتا ہے لیکن نصیحت کے معنی وعظ و پند ہی کے نہیں. بلکہ بہی خواہ اور خیر خواہی کے ہیں یہی وہ جذبہ ہے- جو انسانی شرافت کے جوہر پیدا کرتا ہے- اور اسی کی بدولت باہمی خوشگوار تعلقات وابستہ ہوتے ہیں-

یہ چوتھا حق یوں بیان ہوا --- جب وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ (اللہ تم پر رحمت نازل فرمائے) کہو- چھینک بہت سے ناسد مادوں کو نکالتی ہے- اس لئے چھینکنے والے کو حمد الٰہی یا شکر الٰہی ادا کرنے کا حکم ہے. مومن ایسے معمولی موقعے پر بھی یادِ خدا وندی سے غافل نہیں ہوتا- اور بے ساختہ الحمد للہ کہتا ہے اور سننے والا فوراً اس کے لئے ایک پاکیزہ آرزو کا بہ شکل دُعا اظہار کرتا ہے کہ تم پر خدا مزید رحمت نازل فرمائے- اتنی سی دُعا سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لئے ہر آن خیر خواہانہ ہی جذبہ رکھتا ہے اور اس کے لئے رحمتِ خداوندی ہی کا خواہشمند ہے-

پھر پانچواں حق بیان فرمایا- جب وہ مریض ہو- تو عیادت کرو- عیادت کا مطلب صرف بیمار پُرسی ہی نہیں. بلکہ خدمت و تیمار داری بھی اسی میں شامل ہے- عیادت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ صرف خوشحالی کا دوست نہیں- بلکہ تکلیف میں بھی اپنے مسلمان بھائی کا خیر خواہ ہے بلکہ خیر خواہی کا صحیح اندازہ تو ہوتا ہی اس وقت ہے جب کوئی کسی ابتلا میں پڑ جائے-

اس کے بعد چھٹا حق یوں بیان فرمایا- جب مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو --- زندگی میں تعلق رکھنا اور مرتے ہی بے تعلق ہو جانا کوئی انسانی شرافت نہیں- مرنے کے بعد بھی کچھ حقوق باقی رہتے ہیں اُسے احترام کے ساتھ قبرستان تک لے جانا اور سپردِ خاک کرنا- پھر اس کے غم زدہ رشتہ داروں سے ہمدردی کرنا اور ان کی تکلیفوں کو دُور کرنا وغیرہ بھی- وہ حقوق ہیں جو زندوں پر عائد ہوتے ہیں- اور "اتباعِ جنازہ" کے الفاظ میں یہ ساری باتیں آ جاتی ہیں --- اور مرنے والے کا ایک بڑا حق یہ بھی ہے کہ اس کی مغفرت کے لئے دُعا کی جائے.

اور "اتباعِ جنازہ" میں یہ سب سے پہلے داخل ہے- نمازِ جنازہ میں مرنے والے کے لئے بلکہ زندوں کے لئے بھی دُعا ہی تو ہوتی ہے-

اب دیکھیئے- ابتدائی تعارف سے لے کر مرنے کے بعد تک کے چند ایسے بنیادی حقوق اس حدیث میں بیان کئے گئے ہیں. جو شروع سے آخر تک ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا خیر خواہ بناتے ہیں- اور یہ ظاہر ہے- کہ جب جذبہ یہی خواہی ہوگا- تو وہ انہی چند مواقع کے لئے نہ ہوگا- بلکہ زندگی کے دوسرے مواقع پر بھی یہی جذبہ کار فرما ہو کر باہمی خوشگوار روابط پیدا کرے گا- اور یہی ایک اچھے معاشرے کی جان ہے*

درخواستِ دعا محض خدا کے فضل و کرم اور حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز و جملہ بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان کی دعاؤں کے طفیل مورخہ ۷ ماہ ستمبر بروز سنیچر عاجز کے ہاں لڑکا تولد ہوا- الحمد للہ علیٰ ذالک پیدائش کے دوسرے دن سے بچہ بخار میں مبتلا چلا آرہا ہے اور اسکے منہ میں زخم بھی آ گئے ہیں- علاج معالجہ سے بفضلہ تعالیٰ مرض میں تو کسی قدر افاقہ ہے مگر شفائے کُلی تا حال حاصل نہیں ہوئی- اس لئے بذریعہ اعلان ہذا ادارہ بدر عاجز جملہ بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان کی خدمت میں عاجزانہ ملتمس ہے کہ از راہِ کرم دعا فرمائیں کہ مولا کریم محض اپنے فضل خاص سے اس نومولود کو جلد صحت عطا فرمائے اور اسے درازیٔ عمر سے نوازے اور صالح خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے اور عاجز کی مالی تنگیوں کو دور فرمائے اور ہم پر اپنے فضل کا سایہ رکھے آمین ثم آمین.

نیز عاجز کی بیوی کے ٹخنوں تر بیچ میں چار ماہ سے بیماری چلی آتی ہے. براہ کرم انکی جلد صحت یابی و درازیٔ عمر کیلئے بھی دعا فرمائیں. خلیل الدین احمد خان ہیڈ مولوی نیا گاؤں ہائی سکول ضلع کٹک اڑیسہ

ختمِ نبوت اور وفاتِ مسیح کی حقیقت و اہمیت

اخبار صداقت کے ایک مضمون پر مدلل تبصرہ

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فاضل مبلغ مظفرپور

(۲)

تعینِ شخصیت جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود اور "امتی نبی" یقین کرتی ہے اور اس کے لئے زبردست و درسکت براہین قاطعہ اور دلائل بینہ اور معجزات ساطعہ کی ایک پرشوکت فوج اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات کو ڈنکے کی چوٹ پر ثابت کر رہی ہے

اس کے مقابل پر دوسرے اسلامی فرقے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی آمد کے منتظر ہیں۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ اختلاف ختم نبوت کے متعلق نہیں ہے بلکہ شخصیت کے تعین میں ہے۔ کیونکہ جس مسیح کی آمد کے غیر احمدی قائل ہیں وہ اسے نبی اللہ ہی قرار دیتے ہیں۔ پس اگر مولانا موصوف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "امتی نبی" ماننے والوں کو ختم نبوت کا منکر قرار دیتے ہیں تو اسی اصول سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام نبی اللہ کی آمد کا عقیدہ رکھ کر خود بھی ختم نبوت کے منکر قرار پائیں گے سے

وہ خود ہی اپنے دام میں صیاد آگیا

مولوی محمد علی صاحب مونگیری بعض مخالفین اس موقع پر لاجواب ہو کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جب دوبارہ آئیں گے تو وہ مقام نبوت سے سبکدوش ہو کر آئیں گے

اس عذرِ نامعقول کا جواب ہم مولوی محمد علی صاحب بانی خانقاہ رحمانی مونگیر کی تحریر سے دیتے ہیں۔ تاکہ مولانا شاہ عون احمد صاحب اپنے واجب الاحترام بزرگ مولوی محمد علی صاحب کی تحریر دیکھ کر اس وسوسہ سے محفوظ ہو جائیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"جب وہ ہر موقع پر مرزا صاحب کو مسیح موعود کہہ دیتے ہیں تو پھر نبوت سے انکار کرنا یہ معنے دارد مسیح موعود کا نبی ہونا تو متفق علیہ مسئلہ ہے۔ جو شخص انہیں مسیح موعود مان رہا ہے پھر ان کی نبوت سے کیونکر انکار کر سکتا ہے؟"

(مہر ہدایت صفحہ ۔۔۔)

مولوی صاحب موصوف کی اس تحریر سے یہ ثابت ہو گیا کہ مسیح موعودؑ کا نبی ہونا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ لہٰذا "مسیح موعودؑ" کی نبوت کو مولانا عون احمد صاحب ختم نبوت کے خلاف قرار نہیں دے سکتے اور دوسری بات اس تحریر سے یہ بھی ثابت ہو گئی کہ جماعت احمدیہ اور مولانا عون احمد صاحب کے ہم مشرب علماء کے مابین "مسیح موعودؑ" کے نبی ہونے میں اختلاف نہیں ہے بلکہ اختلاف شخصیت کے تعین میں ہے۔

فہو المراد

مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی اس امر کی مزید وضاحت کے لئے کہ "مسیح موعودؑ" کا نبی ہونا فریقین کے درمیان درحقیقت مابہ النزاع نہیں ہے۔ اور یہ کہ مسیح موعود کی نبوت اور ختم نبوت کے ہرگز منافی نہیں ہے بلکہ اصل اختلاف مسیح موعود کے تعین میں ہے۔ مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کی ایک تحریر پیش کی جاتی ہے۔

فہو ھٰذا:۔

فرمایا:۔

"جہاں تک میری نظر سے خود بانی سلسلہ احمدیہ جناب مرزا صاحب مرحوم کی تصنیفات گذری ہیں ان میں بجائے ختم نبوت کے انکار کے اس عقیدہ کی خاص اہمیت مجھے ملی ہے۔ بلکہ مجھے ایسا یاد پڑتا ہے کہ احمدیت کے بیعت نامہ میں ایک مستقل دفعہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی موجود ہے لہٰذا مرزا صاحب مرحوم اگر اپنے تئیں نبی کہتے ہیں تو اسی معنے میں ہر مسلمان ایک آنے والے مسیح کا منتظر ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں؟"

(منقول از الفضل ۱۲ر مارچ ۱۹۲۵ء)

خلاصہ کلام یہ کہ جماعت احمدیہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو بنیادی عقیدہ قرار دے کر حضورؐ کی ختم نبوت پر پورا پورا ایمان و یقین رکھتی ہے۔ البتہ مولانا عون احمد صاحب کی اس ذاتی رائے کو تسلیم نہیں کرتی کہ:۔

"اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا"

اور نہ ہی اس ذاتی رائے کو قرآن کریم، احادیث نبوی اور صلحاء امت کے اقوال و تحریرات تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ وہ کروڑوں مسلمان بھی موصوف کی اس رائے کے ابطال پر زندہ گواہ موجود ہیں جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام نبی اللہ کی آمد کے قائل ہیں۔ کیونکہ وہ مسیح کی آمد پر اس کے نبی ہونے کو ایک متفق علیہ مسئلہ قرار دیتے ہیں اور اس موقع پر مسیح کو مسلوب النبوت قرار دینے والوں کو یکا کافر یقین کرتے ہیں۔ پس فریقین کے مابین اختلاف ختم نبوت کا نہیں ہے۔ بلکہ اصل اختلاف یہ ہے کہ مبعوث ہونے والے اسرائیلی حضرت عیسےٰ ابن مریم ہیں۔ جو بزعم غیر احمدی علماء آسمان پر چڑھ گئے ہیں۔ اور دوبارہ علماء زمانہ کی اصلاح کے لئے تشریف لائیں گے۔ یا جماعت احمدیہ کے عقیدہ کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں۔ جن کے ذریعہ سے معجزانہ اور بےنظیر طور پر اکناف عالم میں اسلام کے کامیاب اور فعال تبلیغی مراکز قائم ہوئے ہیں۔ فتدبر فی ھٰذا ان کنت من المتدبرین۔

یہاں تک پہلے سوال و جواب پر تبصرہ ختم ہوا۔ اب دوسرے سوال و جواب پر تبصرہ ملاحظہ ہو۔

دوسرا س۔ وفات اور توفی کے معنے صرف (موت) ہی کے ہیں یا دوسرے معنے میں بھی استعمال کیا جاتا ہے دوسرے معنے میں کہاں کہاں استعمال ہوا ہے قرآن کی آیتوں کے حوالہ سے جواب دیا جائے۔

ج۔ "توفی" کا لفظ خود قرآن کریم میں قبض روح (موت) کے علاوہ دوسرے معنے میں بھی آیا ہے مثلاً سورہ زمر کی یہ آیت اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا۔ اللہ کھینچ لیتا ہے جانوں کو ان کے مرنے کے وقت اور جو نہیں مریں ان کو کھینچ لیتا ہے ان کی نیند میں۔

اس سے معلوم ہوا کہ موت کے علاوہ نیند کی حالت پر بھی توفی کا اطلاق ہوا اور خود قرآن نے کہا۔ اور سورہ انعام کی یہ آیت وھو الذی یتوفٰکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنھار (سورہ انعام پارہ ۷) اور اللہ ہی ہے جو تم کو رات میں قبضہ میں لے لیتا ہے۔ اور جو کچھ تم دن کو کرتے ہو اس کو جانتا ہے۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ نیند کی کیفیت پر (جو موت کے علاوہ ایک چیز ہے) توفی کا اطلاق و استعمال خود کلام اللہ میں ہوا ہے۔ محاورہ عرب معلوم کرنے کے لئے علامہ اصفہانی کی مشہور کتاب "غریب القرآن" دیکھیئے۔ فرماتے ہیں قد عبر عن الموت النوم بالتوفی موت اور نیند دونوں توفی سے مراد لئے جاتے ہیں۔"

(صداقت ۲۰ر ستمبر)

مولانا شاہ عون احمد صاحب کا سوال و جواب من و عن نقل کر دیا گیا ہے۔ جو کچھ مولانا موصوف نے اس میں فرمایا ہے ہم اس کی پوری پوری تائید کرتے ہیں۔ اور مولانا کے اس استدلال سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات بالبداہت ثابت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ مولانا نے مشتقات "توفی" کو قرآن کریم اور لغت کی رو سے دو معنوں موت[۱] اور نیند[۲] میں محدود کر دیا ہے اور توفی کے مشتقات متعدد مرتبہ قرآن کریم میں جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے لئے بھی استعمال ہوئے ہیں۔ اور خود مولانا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق بحالت نیند ہونے کا کوئی عقیدہ نہیں رکھتے۔ پس خود مولانا کے مسلمات کی رو سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام بالیقین وفات پا چکے ہیں۔

مندرجہ بالا وضاحت کے مطابق ثابت ہو گیا کہ مولانا عون احمد صاحب نے لفظ "توفی" کے جو معنے قرآن کریم اور لغت کی رو سے پیش کئے ہیں۔ ان سے بالبداہت حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہو جاتی ہے۔ اب ہم اس سلسلہ میں کچھ اور آگے قدم بڑھا کر مولانا موصوف اور ان کے ہم مشرب علماء کو ایک پرحکمت نکتہ بتانا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ قرآن کریم میں مصدر "توفی" کے مشتقات از باب تفعل جہاں کہیں استعمال ہوئے ہیں۔ وہاں اگر "لیل" اور "منام" کا قرینہ نہ پایا جائے تو ہمیشہ قبض روح (موت) کے ہی معنے ہوتے ہیں۔ اور قرآن کریم میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے لئے جن دو مقامات پر لفظ "توفی" کے مشتقات استعمال ہوئے ہیں وہاں "لیل" و "منام" کا قرینہ موجود نہیں ہے۔ پس بطور استقراء بھی قرآن کریم سے بالبداہت ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بجسم خاکی

آسمان پر گئے ہیں اور نہ ہی سو سئے ہوئے ہیں بلکہ وہ وفات پا چکے ہیں۔

آج سے ستر سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لفظ "توفی" پر ایک ہزار روپے کا چیلنج دیا تھا کہ مصدر "توفی" کے مشتقات از باب تفعل جبکہ اللہ فاعل اور ذی روح مفعول ہو اور "لیل" اور "منام" کا قرینہ نہ پایا جاتا ہو تو ہمیشہ قبض روح (موت) کے معنے میں استعمال ہوتا ہے۔ لغت سے بھی اس معنے کی تائید ہوتی ہے جیسے توفی الاملان قبض روحہ (صحاح جوزی)

یہ وہ عظیم الشان چیلنج ہے کہ جس کے سامنے کیا غیر احمدی مسلمان مولفین احمدیت اور کیا عیسائی پادری سب کی گردنیں جھک گئی ہیں۔ اور خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف کے مولانا شاہ عون احمد صاحب کا زیر تبصرہ سوال و جواب اس کا تازہ ثبوت ہے۔ مولانا کی اس نیک تبدیلی کا خیر مقدم کرتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہیں کہ ؎

ان دلوں کو خود بدل دے اے مرے قادر خدا
تو تو رب العالمین ہے اور سب کا شہریار

بہرحال جبکہ مولانا شاہ عون احمد صاحب کے جواب سے ہی بالوضاحت ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ تو امت محمدیہ کا موعود مسیح امت محمدیہ کا ہی ایک فرد ہے۔ اور وہ وہی مقدس ہے جو قادیان کی مقدس سرزمین میں پیدا ہوا۔ اور آج اس کی روحانی حکومت کرہ ارض پر محیط ہو رہی ہے۔ اور دلوں کو فتح کر رہی ہے۔ اور آج قوم مسلم کی حالت زار خود بتا رہی ہے کہ ؎

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

مسلمان جس طرف منہ کرتے تھے کامیابیاں ان کے قدم چومتی تھیں لیکن آج اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے کہ مسلمان علامہ اقبال کے اس شعر کی تصویر دکھائی دیتے ہیں کہ ؎

برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر

اس کے لئے ہمیں دور جانے کی ضرورت نہیں خود زیر تبصرہ اخبار صداقت رقمطراز ہے کہ:-

"کیا یہ واقعہ نہیں کہ آپ میں سے ہر شخص کسی نہ کسی پریشانی کا شکار بنا ہوا ہے اور ہم میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اپنے حال اور مستقبل سے اپنے ماحول اور حالات کے پیش نظر مایوسی کا احساس نظر آتا ہے۔ آپ سوچتے ہیں، غور کرتے ہیں، فکر و نظر سے کام لیتے ہیں، مگر آپ کی پریشانیوں اور الجھنوں کا کوئی معقول حل اب تک نہیں نکل سکا۔ اور اب تو ایسا نظر آ رہا ہے کہ عوام تو عوام ہم میں کے خواص بھی اس گتھی کو سلجھانے سے عاجز نظر آتے ہیں۔ اور ان گرہوں کو کھولنے میں ناکام دکھائی دے رہے ہیں جو گرہیں اور الجھنیں مسلمانوں کی پریشانیوں کا باعث بنی ہوئی ہیں"

(صداقت ۲۰ر ستمبر)

بھائیو! اور دوستو! دور حاضرہ میں اس زمین پر بڑا گناہ ہوا کہ خدا تعالیٰ کے مقدس مسیح اور مہدی کی تکذیب دنیا میں کی گئی اور قرآن کریم میں نہایت وضاحت و تکرار کے ساتھ اس بات کو بیان کیا گیا ہے۔ کہ فلاں نبی اور مامور من اللہ کی فلاں قوم نے تکذیب و توہین کی اور اسی دنیا میں وہ قومیں اللہ تعالیٰ کے غضب اور طرح طرح کے عذابوں کا نشانہ بن گئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بطور تنبیہ فرماتے ہیں کہ ؎

کبر کے غضب لوگو! کا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

پس مبارک ہیں وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے مقدس مسیح موعود پر ایمان لا کر اللہ تعالیٰ سے صلح کر کے اسلام کی ترقی کا باعث بنتے ہیں۔ اور حصار عافیت میں پناہ لیتے ہیں ؎

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

(مسیح موعود)

اور افسوس ان پر جو آنکھ رکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور کان رکھتے ہوئے نہیں سنتے اور دل رکھتے ہوئے نہیں سمجھتے ؎

آفتاب صبح نکلا اب بھی سوتے ہیں یہ لوگ
دن تو روشن ہے مگر راتوں سے کرتے ہیں پیار

(مسیح موعود)

وما علینا الا البلاغ المبین۔

خاکسار
عبدالحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
مظفرپور

اعلان نکاح

محترم مولانا عبدالرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مؤرخہ ۱۲/۹ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں میری بیٹی عزیزہ نادرہ بیگم کا نکاح عزیزم چوہدری حمید احمد صاحب گوندل ولد چوہدری عبداللہ خاں صاحب گوندل چک ۹۸ شمالی سرگودھا کے ساتھ مبلغ پانچ سو روپیہ مہر پر پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار محمود احمد مبشر درویش قادیان

نقد و نظر

"کامیابی کی راہیں"

۳۰×۲۰ سائز پر ۳۲ صفحات کا نہایت دیدہ زیب رنگین کاغذ پر مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کی طرف سے شائع کردہ یہ رسالہ فی الواقع کامیابی کا راہیں دکھاتا ہے۔ نوخیز احمدی بچوں کی دینی تعلیم اور تربیت کے لئے رسالہ ہذا کا مطالعہ بڑا مفید ہے۔

اس کا پہلا حصہ برائے ستارہ اطفال ہمارے سامنے ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کی طرف سے تعارف کے بعد پہلے نمبر پر اطفال کا وعدہ درج ہے جو نوعمر بچوں کی دینی جدوجہد کا گویا خلاصہ ہے۔ اس کے بعد ترتیب وار کلمہ طیبہ کی تفصیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء اربعہ کے اسمائے گرامی۔ اسلام کے پانچ ارکان۔ نماز اور اس کی تفصیل درج ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر دو خلفاء کا مختصر اور سادہ تعارف کرایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں نماز جمعہ اور اس کے آداب۔ مجلس اطفال الاحمدیہ کے اجلاس مجلس کے مقررہ چندہ کے فوائد نیز آداب مسجد بڑے ہی دلنشین پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں۔

محترم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر واقف زندگی سابق مبلغ سیلون۔ ماریشس و افریقہ۔ مہتمم مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ نے بڑی قابلیت کے ساتھ مرتب کیا ہے اور خدا کے فضل سے موصوف اپنی کوشش میں کامیاب رہے ہیں۔ جس عمدہ پیرایہ میں آپ نے ابتدائی دینی اسباق کو بچوں کی عمر کے لحاظ سے قلمبند کیا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ یہ رسالہ تمام احمدی گھروں میں پہنچے اور جماعت کے نوعمر بچے اس سے پورا پورا فائدہ حاصل کریں۔ رسالہ پر قیمت درج نہیں۔ مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ سے دریافت کر کے طلب کیا جا سکتا ہے۔

کتاب "لائف آف محمدؐ"

تصنیف حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا

نیا ایڈیشن تیار ہو گیا

الحمد للہ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف فرمودہ "لائف آف محمدؐ" کا نیا ایڈیشن چھپ کر تیار ہو گیا جس کے اخراجات محترم سیٹھ محمد حسین صاحب نیشنل ٹیری ۱۵۰ ورجیت پور روڈ کلکتہ ۲ اور ان کی بیگم صاحبہ نے برداشت کئے ہیں۔ محترم سیٹھ صاحب موصوف نے اپنے اخراجات پر اس کا تیسرا ایڈیشن شائع کرایا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ محترم سیٹھ صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کو جزائے خیر دے اور اس خدمت کو اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ اور ان کے اموال و نفوس میں برکت دے۔ آمین۔

کتاب کی طباعت بطریق آفسٹ عمدہ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۲۴۴ مجلد کاغذ نفیس قیمت چار روپے علاوہ محصول ڈاک۔

خاکسار ناظر دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان

"دعوۃ الامیر" اور "تبلیغ ہدایت" چھپ گئیں

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف "دعوۃ الامیر" اور سیدنا حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی تصنیف "تبلیغ ہدایت" چھپ کر تیار ہونے والی ہیں۔ انشاء اللہ نومبر میں طبع ہو کر دفتر میں پہنچ جائیں گی۔ ان ہر دو کتب کے اخراجات جناب سیٹھ محمد عمر صاحب سہگل اور جناب سیٹھ محمد بشیر صاحب سہگل پنجاب ہاؤس پی ۳۶ پرنسپ سٹریٹ کلکتہ ۱۳ نے برداشت کئے ہیں۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں برکت دے۔ احباب اپنے ان مخلص بھائیوں کے لئے دعا فرمائیں۔

قیمت دعوۃ الامیر ۳/- روپے } علاوہ محصول ڈاک
" تبلیغ ہدایت ۲/- " }

خاکسار
ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان

منقولات

ہر سال چودہ ہزار افراد زلزلوں کا شکار ہوتے ہیں

آفات ارضی و سماوی میں زلزلہ ہلاکت خیزی اور تباہی و بربادی کے اعتبار سے سر فہرست ہے۔ زلزلوں میں اتنی زبردست طاقت ہے کہ پہاڑوں کو ہلا دیتے ہیں اور ذخائر سمندروں میں ایسے طوفان پیدا کر دیتے ہیں کہ سینکڑوں میلوں تک پھیلے ہوئے تمام قصبات و دیہات نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔

چونکہ زلزلوں کی زد دنیا کے تمام ممالک پر پڑتی ہے اس لئے دنیا بھر کے سائنس دان ان اہم سوالوں کا جواب تلاش کرنے کی مشترکہ کوشش کر رہے ہیں کہ زلزلے کیوں آتے ہیں؟ کیا ان کے بارے میں پیشگوئی کی جا سکتی ہے۔ کیا ان سے بچاؤ کے انتظامات ہو سکتے ہیں۔

رواں صدی کی پہلی چوتھائی میں پانچ بڑے زلزلوں میں پانچ لاکھ انسان ہلاک ہو گئے یہ پانچ بڑے زلزلے سان فرانسسکو، امریکہ ۱۹۰۶ء میسینا، اٹلی ۱۹۰۸ء ایونیز، اٹلی ۱۹۱۵ء کانسو، چین ۱۹۲۰ء اور ٹوکیو یوکوہاما، جاپان ۱۹۲۳ء میں آئے تھے اگلے پچیس برسوں میں ہر سال اوسطاً چودہ ہزار افراد زلزلوں کے باعث موت کا شکار ہوتے رہے۔ زلزلوں سے عمارتیں گر جاتی ہیں۔ آگ لگ جاتی ہے۔ زمین دھنس جاتی ہے طوفان آ جاتے ہیں۔ اور سمندروں میں ایسی زوردار لہریں پیدا ہو جاتی ہیں جو بڑے بڑے کمرشل جہازوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جاتی ہیں۔

انسانی تاریخ میں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ ہلاکت خیز زلزلہ ۱۵۵۶ء میں شنسی (چین) میں آیا تھا اور اس میں آٹھ لاکھ تیس ہزار انسان چند منٹوں کے اندر اندر ہلاک ہو گئے تھے۔ ۱۷۳۷ء میں ایک بھیانک زلزلہ ہندوستان کے گنجان آباد شہر کلکتہ میں آیا تھا جس میں تین لاکھ افراد موت کا شکار ہو گئے تاہم بہت کم زلزلے اتنے مہلک اور تباہ کن ہوتے ہیں ایک جائزہ کے مطابق سالانہ دس لاکھ جھٹکے آتے ہیں ان میں سے ایک لاکھ جھٹکے کافی دھیمے پیمانے پر محسوس کئے جاتے ہیں۔ صرف ایک سو جھٹکے تباہ کن ہوتے ہیں۔ اور صرف دس کو بڑے زلزلے کہا جا سکتا ہے۔ گنجان آباد علاقوں میں بڑے زلزلے بہت ہی تباہ کن اور ہلاکت خیز ہوتے ہیں۔ مگر جانی و مالی نقصان کا انحصار زلزلہ آنے کے وقت پر ہوتا ہے۔ الاسکا کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ اس ریاست کے سب سے بڑے شہر اینکریج میں گزشتہ ۲۷ مارچ کو زلزلہ آیا تھا۔ اس میں چند منٹوں کے فرق سے جانی نقصان بہت کم ہوا تھا۔ کیونکہ بیشتر لوگ دفتروں اور دکانوں سے چھٹی کر کے اپنے اپنے گھر جا رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں صرف سو سوا سو آدمی ہلاک ہوئے۔ اگر یہ زلزلہ دفتری کاروباری اسکولوں کے اوقات میں آتا تو وہاں رہنے والے ایک لاکھ شہریوں میں سے خدا جانے کتنے زندہ بچ سکتے۔ لیکن مالی نقصان ڈیڑھ سو کروڑ ڈالر کا ہوا۔ ہزاروں عمارتیں پیوست زمین ہو گئیں۔

بعض اوقات زلزلے اتنے تباہ کن ہوتے ہیں کہ اس ملک کی معیشت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور غیر ملکی دوستوں اور ہمسایوں کی امداد آڑے آتی ہے۔ بین الاقوامی تعلقات اور انسانی برادری کی تاریخ میں یہ امداد ایک نمایاں باب کی حیثیت رکھتی ہے۔ جیسا کہ ۱۹۶۲ء میں اپنے ملک میں زلزلہ کی تباہ کاری کے بعد اپنوں پرایوں کی فوری اور بن مانگی امداد کا ذکر کرتے ہوئے ایران کے شاہ محمد رضا پہلوی نے کہا تھا

"میں نے لبا اوقات یہ دعا مانگی ہے کہ تباہی و بربادی سے انسانی ہمدردی اور اتحاد کا جو ارفع و اعلیٰ جذبہ ذاتیات خود غرضی اور چھوٹی بڑی رقابتوں کو بالائے طاق رکھتا ہوا انسانی کنبہ کے مختلف ارکان میں پیدا ہو جاتا ہے کاش ہمیشہ ہمیشہ کے لئے برقرار رہے تاکہ ہم سب دنیا کو زیادہ پرامن اور زیادہ خوشحال بنانے کے لئے کندھے سے کندھا ملا کر اور ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر کام کر سکیں"

ایران میں گزشتہ بارہ برسوں میں یہ چھٹا بڑا زلزلہ تھا اور اس میں بارہ ہزار افراد ہلاک اور ایک لاکھ سے زیادہ افراد بے گھر ہو گئے تھے۔ ڈیڑھ سو سے زیادہ دیہات تباہ ہو گئے تھے۔

مئی ۱۹۶۰ء میں جنوبی چلی میں زلزلوں، زلزلیاتی بحری لہروں اور آتش فشانیوں کے باعث پانچ ہزار افراد ہلاک اور بیس لاکھ سے زیادہ افراد بے گھر ہو گئے تھے ۲۶ جولائی ۱۹۶۳ء کو یوگوسلاویہ کے ایک شہر میں زلزلہ میں ایک ہزار انسان ہلاک ہو گئے تھے۔

ایک اور انتہائی ہولناک اور طاقتور زلزلہ ۱۹۵۰ء میں بھارت کی آسام اسٹیٹ میں آیا تھا یہ بھونچال اتنا شدید تھا کہ مشرقی ہمالیہ کا سارا سلسلہ کوہ زیر و زبر ہو گیا تھا۔ اور کوہ ایورسٹ ۳۰۰ میٹر ابھر آیا گیا۔

خوش قسمتی سے اس علاقہ میں انسانی آبادی بہت کم تھی اس لئے جانی نقصان بہت کم ہوا مگر پھر بھی ہلاک شدگان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی تھی۔ اور مزید ہزاروں لوگ خوراک اور رہائش سے محروم ہو گئے تھے

یکم مارچ ۱۹۶۰ء کو مراکش کا بندرگاہی شہر آغادیر تباہ ہوا اور اس کی چالیس ہزار کی آبادی میں سے بارہ ہزار افراد ہلاک ہوئے۔

۱۹۲۳ء میں ٹوکیو، یوکوہاما (جاپان) کے علاقہ میں جو زلزلہ آیا وہ اپنی تباہ کاری کے اعتبار سے سب سے بھیانک تھا۔ زلزلہ سے بھی زیادہ تباہ کن وہ ناقابل قابو آگ تھی۔ جو اس زلزلہ کے باعث ایک سو مربع میل کے انتہائی گنجان آباد علاقہ میں پھیل گئی تقریباً ایک لاکھ ۴۳ ہزار انسان ہلاک اور چار ہزار انسان زخمی ہو گئے۔ ٹوکیو کی پانچ لاکھ عمارتوں میں سے پونے چار لاکھ عمارتیں مسمار ہو گئیں۔ اور یوکوہاما شہر کا ۸۰ فیصد علاقہ ملبوں کا ڈھیر بن گیا۔

ان تمام دردناک واقعات نے انسان کے ضمیر میں کپکپی پیدا کر دی۔ اور اب بین الاقوامی تعاون صرف تباہی و بربادی کے وقت میں امداد و ہمدردی تک محدود نہیں رہا۔ بلکہ دنیا بھر کے سائنسدان اب اس کوشش میں مصروف ہیں کہ اس سے پہلے دھرتی کا سینہ دھڑکتا اور پھٹنا شروع ہو اس کی تباہ کاری سے بچنے کا کوئی جتن کیا جائے۔ سائنسدانوں کو یہ توقع تو ہرگز نہیں کہ وہ زلزلوں کو ظہور پذیر ہونے سے روک سکیں گے۔ لیکن زلزلوں کے اسباب اور طریقوں کی تحقیق کے نتائج کی روشنی میں انہیں یقین ہے کہ ایک دن وہ یہ پیشگوئی کرنے کے قابل ہو جائیں گے کہ کب زلزلہ ناگزیر ہے اور اس طرح انسانی جانوں اور مادی املاک کو تباہی سے بچایا جا سکے گا۔

ان دنوں سائنسدان دنیا کے گرد پھیلے ہوئے دو مانع چین زلزلیاتی منطقوں کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ ایک منطقہ پیسیفک کو محیط کئے ہوئے ہے اور چلی سے شروع ہو کر اوپر کی طرف وسطی امریکہ کے ساحل اور امریکہ کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوا الاسکا پہنچتا ہے۔ اور وہاں سے پھر نیچے کی طرف جاپان اور فلپائن سے گزرتا ہوا نیوزی لینڈ جا پہنچتا ہے۔ دوسرا منطقہ انڈونیشیا۔ برما۔ چین اور بھارت سے مغرب کی جانب مڑ کر جالیہ۔ قراقرم۔ ہندوکش اور کاکیشیا کے سلسلہ کوہ کے ساتھ ساتھ جاتا ہوا بحیرۂ روم کے علاقہ سے گزر کر پرتگال تک جا پہنچتا ہے

ان دونوں منطقوں کے نقشے ماہر ارضیات سائنسدانوں نے تیار کئے ہیں، یہ جاننے کے لئے کہ کہاں زلزلہ ہو رہا ہے۔ اور اس میں کتنی شدت ہے وہ ایک آلہ استعمال کرتے ہیں جسے (SEISMOGRAPH) کہتے ہیں۔

زلزلوں کی بنیادی وجہ پر ابھی تک اسرار کے دبیز پردے پڑے ہوئے ہیں تاہم سائنسدانوں کا خیال ہے کہ زمین کے نیچے پگھلے ہوئے مواد اور زمین کے اوپر کی ٹھنڈی سطح کا باہمی عمل زلزلوں کا اصل سبب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس عمل کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ زمین کی سطح سکڑتی اور پھیلتی ہے جس سے اندرونی چٹانوں کی شکل اس تیزی سے بدل جاتی ہے کہ وہ دوبارہ اپنی اصل حالت میں نہیں آ سکتیں۔

(ماخوذ)

تقریب شادی و رخصتانہ اور درخواست دعا

ہمارے ایک مخلص دوست سید ظہور الحق صاحب کے بیٹے عزیز سید بشیر احمد سلمہٗ اور بیٹی عزیزہ سیدہ قمر النساء بیگم سلمہا کی شادی و رخصتانہ بتاریخ ۲۱ و ۲۲ اکتوبر کو عمل میں آ رہی ہے۔ یہ دونوں رشتے مکرم مولوی نسیم احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ مونگیر کی بیٹی عزیزہ جہاں آرا اور عزیز وسیم احمد سلمہ سے ایک سال قبل قرار پائے تھے۔ پہلی برات بتاریخ ۲۱ اکتوبر جمشید پور سے مونگیر روانہ ہو گی۔ اور دوسری برات مورخہ ۲۴ اکتوبر کو مونگیر سے جمشید پور آئے گی۔

احباب جماعت سے دونوں تقاریب کے ہر رنگ میں بابرکت ہونے اور ثمرات حسنہ بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

" نیز موصوف کی بعض دل مرادیں ہیں ان کے لئے احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ اُن کی تمام نیک دل مرادیں پوری کرے۔ آمین۔

خاکسار

سید عبد الحی از جمشید پور

مختلف مقامات میں سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
بابرکت اور کامیاب جلسے

مدراس

مدراس میں مورخہ ... کو ... اسلامک سنٹر میں بصدارت پروفیسر محمد صاحب منعقد ہوا۔ اور احباب جماعت خاصی تعداد میں شریک ہوئے۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم محمد رفیق صاحب نے کی۔

صاحب صدر نے اپنی افتتاحی تقریر میں جلسہ کی غرض و غایت بیان کی اور مختصر طور پر حضور اکرم کی حیات طیبہ کے چیدہ چیدہ واقعات بیان کئے۔

جناب تیمر احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم "وہ پیشوا ہمارا" سنا کر سامعین کو محظوظ کیا۔

بعدہٗ محمد کریم اللہ صاحب نوجوان نے "حضور اکرم صلعم کا اللہ تعالیٰ پر توکل" پر تقریر کی آپ نے حضور اکرم صلعم کی حالت بے بسی اور اللہ پر توکل کا تشریح لطیف پیرائے میں بیان کی۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے مقرر نے الیس اللہ بکاف عبدہ پر دلنشیں انداز میں روشنی ڈالی۔

دوسری تقریر جناب ... عبدالمنان صاحب نے "تمل میں" "سیرۃ النبی صلعم" پر کی۔ آپ نے "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین" کی تشریح بیان کی آپ نے اپنی تقریر میں صحابہ کرام کی زمانہ جاہلیت کی زندگی اور زمانہ اسلام کی زندگی کا موازنہ کرتے ہوئے حضور اکرم صلعم کے بلند عمر فان پر بھی سیر حاصل روشنی ڈالی۔

تیسری تقریر جناب ایم۔ اے عزیز بیگ صاحب نے حضور اکرم صلعم کی تبلیغ سارے عالم میں" کے عنوان پر کی۔ آپ نے بتلایا کہ اسلام کے معنی ہی امن و سلامتی کا پیغام۔ مقرر نے تقریر جاری رکھتے ہوئے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا تبلیغ کے لئے صحابہؓ سے صلاح مشورہ کرنا صحابہ کرام کا تبلیغ کے لئے بہترین مشورہ دینا نیز مہر تیار کروانا پھر سب بادشاہوں کے نام اپنے صحابہؓ کے ذریعہ خطوط روانہ کرنا جس میں قیصر کسریٰ مقوقس اور شاہ نجش کے نام لکھے گئے خطوط کا ترجمہ بھی پڑھ کر سنایا۔ الغرض مولوی صاحب کی تقریر ایک تحقیقی تقریر تھی جس پر مقرر نے ان خطوط پر بہترین تبصرہ بھی کیا۔ اور ان تبلیغی خطوط سے پیدا ہونے والے خوشگوار حالات اور ان سے مفہوم کو بیان کیا۔ ساتھ ہی قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی تصنیف لطیف "خاتم النبیین" سے ان تبلیغی خطوط پر تبصرے کے حوالہ جات بھی پڑھ کر سناتے

چوتھی تقریر جناب رفیع احمد صاحب نے انگریزی میں "حضور اکرم صلعم کے حالات زندگی" پر پڑھ کر سناتے۔ آپ کے مضمون کو بے حد پسند کیا گیا۔ کیونکہ اس معصوم مقرر کا انگریزی میں لب و لہجہ بہت ہی خوب تھا۔

آخر میں صدر صاحب نے اپنی اختتامی تقریر میں سامعین کا شکریہ ادا کیا اور دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

خاکسار سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ
جماعت احمدیہ مدراس

کراچی

کراچی میں ایک ایسا کارخانہ معرض وجود میں آیا ہے جو ہندوستان بھر میں مخصوص کارخانوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کارخانہ میں سنٹرل ٹریننگ سکول کے مسلم نوجوانوں کی تعلیم سے پہلی دفعہ ایک میلاد کمیٹی کی تشکیل عمل میں آئی۔ کمیٹی کی طرف سے مقررین کے انتخاب کے وقت ہمارے ایک مخلص دوست محمود احمد صاحب مونگھیری کی تحریک اور کوشش سے ایک احمدی مبلغ (یعنی خاکسار) کا نام بھی مقررین میں پیش کیا گیا جسے کمیٹی نے منظور فرمالیا۔ چنانچہ سیکرٹری صاحب میلاد کمیٹی کی طرف سے خاکسار کو دعوت نامہ موصول ہوا۔

خاکسار تاریخ اور وقت مقررہ پر بذریعہ ٹیکسی جب اسٹینڈ پر پہنچا تو وہاں کی صورت میں ہندو مسلم اور سکھ دوستوں کو استقبال کرتے ہوئے موجود پایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

یہ بابرکت جلسہ سی۔ ٹی۔ آئی گراؤنڈ میں منعقد ہو رہا تھا۔ جسے نہایت خوبصورت شامیانوں سے سجایا گیا تھا۔ بجلی اور لاؤڈ سپیکر کا خاطرخواہ انتظام تھا۔ اجتماع میں ہر مذہب و ملت کے لوگ ہزار ہا کی تعداد میں موجود تھے۔

اعلان کے مطابق یہ جلسہ بتاریخ ۱۶ر ستمبر ۱۹۶۲ء بعد نماز مغرب ٹھیک ۶½ بجے شام زیر صدارت ڈاکٹر میجر حبیب اللہ صاحب تلاوت قرآن کریم اور نعت شریف سے شروع ہوا۔ اس کے بعد کمیٹی کے سیکرٹری مکرم مجیب الرحمٰن صاحب بزمی نے رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ ازاں بعد عالی جناب شری اے۔ پی۔ گپتا چیف جنرل مینیجر انجینئرنگ کارپوریشن لمیٹڈ رانچی نے ہندوستان کے لوگوں کے اندر اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی۔ اور محمد عربی صلعم کی تعلیم اور دیگر مذاہب کو اپنے اپنے پیغمبر کی تعلیم پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔

احمدی مبلغ کی تقریر

موصوف کی تقریر کے بعد خاکسار نے "انسان کامل" کے موضوع پر تقریر کی۔ خاکسار نے بتایا کہ انسان طبعی طور پر نمونہ کا محتاج ہے۔ اور صحیح طور پر نمونہ بھی وہی ہو سکتا ہے۔ جو ہر شعبۂ زندگی میں کامل نمونہ ہو۔ اور وہ شخص صرف اور صرف محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے بھی حضورؐ ہی کو نمونہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ فرمایا۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

اور چونکہ نمونہ کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ وہ جس کو نمونہ ٹھیرایا گیا ہے۔ اس کی زندگی ایک مثالی زندگی ہو۔ چنانچہ حضورؐ کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ

فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔

جو حضورؐ کی بے عیب زندگی کی طرف واضح اشارہ ہے۔ یعنی اے محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم تمام دنیا میں اعلان کردے کہ میری زندگی تم سب کے سامنے گذری ہے کوئی ہے جو میری زندگی پر کسی طرح کی کوئی نکتہ چینی کر سکے۔

اس طرح خاکسار نے وقت کی گنجائش کے مطابق رسول پاک کے چیدہ چیدہ حالات زندگی پیش کر کے مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ جب تک ہم مسلمان کہلانے والے رسول پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل نہیں کریں گے اس وقت تک ہم دنیا میں کامیاب زندگی نہیں گذار سکتے

اپنی تقریر کے آخر میں خاکسار نے بتایا کہ آجکل امریکہ اور روس ایٹم بم ہائیڈروجن بم تیار کر کے دنیا والوں کو للکار رہے ہیں اس وحشی سے امن پانے کے لئے دیگر ذرائع بیان کئے جاتے ہیں تمام ذرائع میں سے بہترین ذریعہ تعلیم اسلام ہے۔ اس لئے دنیا کے اندر اس وقت تک پائیدار امن قائم نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسلام کی نبائی ہوئی تعلیم کے مطابق عمل نہ ہو۔

احباب جماعت دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہتر نتائج پیدا کرے اور ہمیں مخلوق خدا کی ہر رنگ میں خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

خاکسار
سید بدرالدین احمد عفی عنہ
معلم وقف جدید رانچی

اعلانات نکاح

(مرسلہ نظارت تعلیم و تربیت قادیان)

گذشتہ دنوں خاکسار نے مندرجہ ذیل احباب جماعت کے نکاح پڑھائے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ جانبین کے لئے یہ رشتے خیر و برکت کا موجب ہوں۔ آمین۔

۱۔ مکرم محمد یوسف صاحب ابن مکرم عبد القادر صاحب مؤذن مسجد احمدیہ آسنور کا عزیزہ کلثوم بیگم بنت مکرم عبدالرحیم صاحب ورتی ساکن آسنور کے ساتھ بعوض سات سو روپیہ مہر بعوض۔

۲۔ مکرم عبدالرشید صاحب ڈار ابن مکرم ہارون الرشید صاحب کا مکرمہ کلثوم بیگم صاحبہ بنت مکرم عبد الواحد صاحب ورتی مرحوم کے ساتھ بعوض پانچ سو روپیہ مہر پر۔

۳۔ مکرم محمد سلطان صاحب ابن مکرم عبد الکریم صاحب رشی کا مکرمہ راجہ بیگم صاحبہ بنت مکرم عبدالسلام صاحب رشی کے ساتھ بعوض مبلغ تین صد روپیہ مہر۔

۴۔ مکرم محمد رمضان صاحب گنائی ابن مکرم عبدالغفار صاحب رشی نگر کا مکرمہ راجہ بیگم صاحبہ بنت مکرم عبدالخالق صاحب کے ساتھ بعوض پانچ صد روپیہ مہر

۵۔ عزیزم ماسٹر عبدالوہاب صاحب ابن مکرم خواجہ عبدالرحمان صاحب مرحوم کا مکرمہ سلیمہ بیگم بنت مکرم سید قطب الدین صاحب کے ساتھ بعوض مبلغ چار ہزار روپیہ مہر پر۔

ان کے علاوہ مکرم مولوی غلام احمد شاہ صاحب مبلغ رشی نگر نے مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۶۲ء کو مکرم بشیر احمد صاحب ابن سید عبدالخالق صاحب کا مکرمہ عزیزاں بیگم صاحبہ بنت مکرم عبدالغفار صاحب کے ساتھ بعوض پانچ صد مہر پر نکاح پڑھایا۔

خاکسار
عبدالواحد۔ معلم جماعت احمدیہ
آسنور۔ کشمیر

سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے تین ارشادات

بسلسلہ ادائیگی لازمی چندہ جات و ادائیگی بقایا جات

یکم مئی ۱۹۶۲ء سے نیا مالی سال شروع ہو کر ساڑھے پانچ ماہ گذر چکے ہیں لیکن ہندوستان کی اکثر جماعتوں نے ابھی تک اپنے گذشتہ سال کے بجٹ کو سو فیصدی پورا نہیں کیا۔ اور نہ ہی موجودہ مالی سال کے پانچ ماہ کی آمد نسبتی بجٹ کے مطابق ہو رہی ہے حالانکہ اپنا بجٹ سو فیصدی پورا کرنا ہر فرد اور ہر جماعت کا فرض ہے اس سلسلہ میں سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تین تاکیدی ارشادات درج ذیل ہیں:۔

(۱)

"یاد رکھنا چاہیئے کہ بجٹ کو پورا کرنا مجھ پر احسان نہیں اور نہ ہی سلسلہ پر احسان، جو خدا کے دین کے لئے کچھ دیتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے سودا کرتا ہے۔ اور اس سودے کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے خدا کے نزدیک جواب دہ ہے اور جس قدر کمی رہتی ہے وہ اس کے نام بقایا ہے اگر وہ اس دنیا میں ادا نہیں کرتا۔ تو جب خدا کے سامنے پیش ہوگا۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا جاؤ جہنم میں بقایا ادا کر کے آؤ"

بعض احباب اپنی مالی مشکلات، شدید مہنگائی اور قحط سالی کا عذر کرتے ہیں۔ ایسے احباب کو سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کا مندرجہ ذیل ارشاد ہر وقت اپنے پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ حضور ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ:۔

(۲)

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں۔ وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات زیادہ ہیں یہ بات تو ہر شخص کو معلوم ہے"

اس سلسلہ میں مجلس مشاورت کے موقعہ پر حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا۔ کہ

(۳)

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے۔ جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں۔ ان کی سستی بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے پس میں تمام امراء و سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں روحانی اور تربیتی اصلاح کے ساتھ ساتھ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ واری سمجھنی چاہیئے تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو۔ اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں"

احباب کرام! اس زمانہ میں جس عظیم مقصد کو تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کی بنیاد رکھی ہے اس کا صحیح تصور کرتے ہوئے اگر ہم میں سے ہر ایک احمدی دوست اپنے فرائض کا کما حقہٗ احساس کر کے اپنا اپنا محاسبہ کرے۔ نیز جماعت کے عہدیداران بھی اپنی مرکزی ذمہ واری کے پیش نظر بقایا داران، بے شرح اور نادہندافراد کی اصلاح و تربیت کے لئے کمربستہ ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ جماعتی چندوں کی پوزیشن نمایاں طور پر بہتر نہ ہو جائے۔ اور سلسلہ کے بہت سے ضروری کام جن کی انجام دہی میں کمی آمد کے باعث مشکلات پیش آ رہی ہیں ان کا ازالہ نہ ہو سکے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ بالا ارشادات کی تعمیل میں ہم اپنی قربانیوں کے معیار کو بلند کر دیں۔ اس سے جہاں سلسلہ کی مشکلات دور ہوں گی وہاں اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والی جماعت کی مشکلات کو بھی اپنے فضل سے دور فرمائے گا۔

امید ہے کہ جماعتوں کے امراء، صدر صاحبان، سیکرٹریان مال اور مبلغین کرام چندوں کی پوزیشن کو بہتر بنانے کے لئے خاص طور پر کوشش اور جد و جہد فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت کو عملی طور پر دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار ناظر بیت المال قادیان

اعلان

چارکوٹ میں خدا کے فضل سے برانچ پوسٹ آفس کھل گیا ہے۔ اس لئے احباب آئندہ متعلقہ پتہ لکھا کریں۔

بمقام چارکوٹ۔ ڈاکخانہ دھیری اریوٹ۔ تحصیل راجوری۔ ضلع پونچھ

خاکسار شیخ عبد اللہ مبلغ چارکوٹ

ضروری اعلان

علاقہ مدراس، کیرالہ، بہار اور اڑیسہ کے احمدی احباب جو ایم۔ بی۔ بی۔ ایس یا بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ہوں۔ اور وہ بیرون ہندوستان مشرق بعید کے ایک ملک میں ملازمت کرنے کے خواہشمند ہوں۔ ایسے احباب اپنے نام و پتہ سے نظارت ہذا کو مطلع کر کے مزید تفاصیل حاصل کریں۔ معقول تنخواہ کے ساتھ خدمت دین کا بھی عمدہ موقعہ ہے۔ ایسے احباب کو اپنے کام میں ماہر ہونے کے علاوہ انگریزی زبان میں بول چال اور خط و کتابت کا ملکہ ہونا ضروری ہے۔

ناظر امور عامہ قادیان

تحریک جدید کے مالی جہاد میں حصہ کے لئے کم از کم شرح دس روپیہ سالانہ ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مارچ ۱۹۶۲ء سے چندہ تحریک جدید کی کم از کم شرح پانچ روپیہ سے بڑھا کر دس روپیہ فرما دی ہے۔ احباب جماعت خصوصاً خدام الاحمدیہ اس امر کا مقدور خیال رکھیں کہ اب کوئی وعدہ نئی شرح یعنی مبلغ ۔/۱۰ روپیہ سے کم پیش نہ کیا جائے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

خبریں

ماسکو ۱۶ر اکتوبر۔ روس کے وزیر اعظم مسٹر خروشچیف نے ۷۰ سال کی عمر بر صحت کی خرابی کی بنا پر وزارت عظمیٰ کے عہدہ سے استعفیٰ دیدیا۔ ان کی جگہ مسٹر الیگزی کوسیجن نئے وزیر اعظم اور مسٹر بریژنیف روس کے فرسٹ سیکریٹری بنائے گئے۔ مسٹر میکویان پہلے ہی روس کے صدر ہیں۔ یہ تینوں سینئر روسی لیڈر بھارت کا دورہ کر چکے ہیں۔

گذشتہ رات مسٹر خروشچیف کا نام روس کے سرکاری لیڈروں کی فہرست سے خارج کر دیا گیا اب فہرست پر سب سے پہلے مسٹر بریژنیف کا نام ہے اس کے بعد مسٹر کوسیجن اور مسٹر میکویان کے نام ہیں۔ گذشتہ روز تمام سرکاری دفتروں اور سرکاری عمارتوں کی دیواروں سے مسٹر خروشچیف کی تصویروں کو اتار دیا گیا کل شہر میں سخ پولیس تعینات تھی۔ اور موٹر سائیکل سوار پولیس شہر میں گشت کر رہی تھی۔ مسٹر خروشچیف کی علیحدگی کے ساتھ روس کے سرکاری اخبار ازویسٹیا کے ایڈیٹر کو بھی علیحدہ کر دیا گیا۔ جو مسٹر خروشچیف کا داماد تھا۔ مسٹر خروشچیف روس کے ایک طاقتور لیڈر رہے ہیں۔ مسٹر خروشچیف ستمبر ۱۹۵۳ء سے روسی کمیونسٹ پارٹی کے فرسٹ سیکرٹری کے عہدے پر مامور رہے ہیں ۱۹۵۸ء میں انہوں نے وزارت عظمیٰ کا عہدہ بھی حاصل کر لیا اس وقت مارشل بلگانن روس کے وزیر اعظم تھے

لنڈن ۱۶ر اکتوبر۔ برطانیہ کے عام انتخابات کے نتیجہ میں لیبر پارٹی نے ۱۳ سال تک اقتدار سے محروم رہنے کے بعد آج پھر سے برسر اقتدار آجانے کی پوزیشن حاصل کر لی۔ جبکہ نئے چناؤ کے نتیجے میں ہاؤس آف کامنز (ایوان عام) کی کل ۶۳۰ سیٹوں میں لیبر پارٹی کو ندرے اکثریت حاصل ہوئی۔ اور اب تک کی برسر اقتدار کنزرویٹو (ٹوری) پارٹی ہار گئی

لیبر پارٹی کے لیڈر مسٹر ولسن برطانیہ کے وزیر اعظم چنے گئے ہیں۔

واشنگٹن ۱۸ر اکتوبر۔ پریس رپورٹ ہے کہ چین نے ایٹم بم کا تجربہ کیا۔ اس سے چین دنیا کی پانچویں ایٹمی طاقت بن گیا ہے۔ اس سے پہلے امریکہ۔ روس۔ برطانیہ اور فرانس ایٹم بم بنا چکے ہیں

نئی دلی ۱۷ر اکتوبر۔ اخبار پرتاپ میں شائع شدہ خبر، مقامی روسی سفارت خانہ کے کچھ ممبروں کا خیال ہے کہ اب روس میں اصل طاقت کا مرکز مسٹر سسلوف کے ہاتھ میں ہے۔ اور مسٹر بریژنیف اور کوسیجن محض بظاہر برسر اقتدار آئے ہیں۔ اور اگر کامریڈ سسلوف کو جلد ہی چین سے امداد مل گئی تو خروشچیف گروپ پھر سے طاقتور ہو جائے گا۔

جنڈیالہ گرو ۱۹ر اکتوبر۔ پنجاب کے گورنر مسٹر حافظ محمد ابراہیم نے آج توسیعی سروس ٹریننگ کی چار روزہ قومی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ ملک غذائی پیداوار کے معاملہ میں مشکل صورت حال سے دوچار ہے زرعی پیداوار میں کوئی اضافہ نہیں ہو رہا۔ جبکہ آبادی میں زبردست اضافہ ہو رہا ہے اور ہم سالانہ ۱۲۴ لاکھ ٹن سے بھی زیادہ اناج باہر سے منگوا رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں سائنس اور ٹیکنالوجی کی برکات کو کسانوں کے دروازے تک پہنچا دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ زرعی پیداوار میں اضافہ کے لئے اس کا عملی استعمال کر سکیں۔ اس کانفرنس کا اہتمام مرکزی سرکار کی طرف سے کیا گیا ہے۔ آپ نے کہا بھارت میں زراعت ہماری ترقی کا معیار ہے۔ اس لئے زرعی پیداوار میں اضافہ کے لئے قومی توسیعی سروس کے سٹاف کی ٹریننگ بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اور موجودہ غذائی بحران کے پیش نظر تو اس نے خاص اہمیت حاصل کر لی ہے۔ کیونکہ یہی سٹاف زرعی پیداوار میں اضافہ میں کسانوں کو مدد دے گا اس میں مختلف صوبوں کے ایک سو سے زائد ڈیلیگیٹ شامل ہوں گے۔

ٹوکیو ۱۷ر اکتوبر۔ آج اولمپک ہاکی ٹورنامنٹ میں بھارت ہالینڈ کو ایک کے مقابلہ میں دو گولوں سے ہرا کر سیمی فائنل میں پہنچ گیا۔ اب اس کا مقابلہ آسٹریلیا سے ہوگا۔ پول "بی" میں سپین بلجیم کو شکست دے کر دوسرے نمبر پر آیا اور وہ سیمی فائنل میں پاکستان کے مقابلہ میں کھیلے گا۔ دونوں سیمی فائنل میچ پرسوں ۱۹ر اکتوبر کو کھیلے جائیں گے۔ آج پول "اے" میں آسٹریلیا اور پاکستان میں مقابلہ ہوا۔ جس میں پاکستان ایک کے مقابلہ میں دو گولوں سے جیت گیا۔ آج بھارت اور ہالینڈ کی ٹیموں میں بہت زوردار مقابلہ ہوا۔ وقفہ تک بھارت نے ایک گول کیا تھا اور ہالینڈ کوئی گول نہ کر سکا تھا۔ ہاف ٹائم کے بعد دونوں ٹیموں نے ایک ایک گول کیا۔ پول "بی" میں بھارت نے کل سات میچ کھیلے۔ ان میں اس نے پانچ جیتے اور دو میں برابر رہا۔ سپین نے جو اس پول میں دوسرے نمبر پر آیا۔ چار میچ جیتے اور تین میں برابر رہا۔

ماسکو ۱۹ر اکتوبر۔ وزیر اعظم کے عہدہ سے سبکدوشی کے بعد یہ پتہ نہیں چل سکا کہ مسٹر خروشچیف کہاں ہیں۔ یہاں اس مطلب کی غیر مصدقہ اطلاعات چکر لگا رہی ہیں کہ انہیں ماسکو میں کہیں مکان میں بند کر دیا گیا ہے

نئی دہلی ۱۹ر اکتوبر۔ بھارت سرکار نے اعلان کیا ہے کہ بیس اکتوبر کو قومی یکجہتی کا دن مناتے وقت قوم کو درج ذیل عہد کرنا چاہیئے۔

"ہم مادر وطن کی آزادی اور سالمیت کو قائم رکھنے کے لئے اپنے ہم وطنوں کے عزم صمیم کا اعادہ کرتا ہوں۔ خواہ اس کے لئے کتنی بھی قربانیاں دینی پڑیں۔ اور کتنی بھی کٹھن اور طویل جد و جہد کرنی پڑے۔ میں قوم کے استحکام اور یکجہتی کے لئے پختہ عزم کے ساتھ کام کرنے کا عہد کرتا ہوں"

نئی دہلی ۱۹ر اکتوبر۔ وزیر اطلاعات و نشریات شریمتی اندرا گاندھی نے ۲۰ر اکتوبر کو قومی یکجہتی کے دن کے موقعہ پر ایک پیغام میں کہا ہے کہ گذشتہ ۲۰ر اکتوبر ۱۹۶۲ء ہماری تاریخ کے غمگین ترین اور بھیانک ترین دنوں میں سے تھا۔ لیکن جیسا کہ اندھیرے کے پیچھے روشنی پنہاں ہوتی ہے اسی طرح اس اندھیرے میں بھی روشنی کی ایک کرن پھوٹی۔ ہم اپنے اعلان کردہ مقاصد اور اعلیٰ نشانوں کو متحدہ کوششوں اور یکجہتی کے جذبہ سے ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس مقصد کیلئے ہمیں آج اپنے آپ کو وقف کر دینا چاہیئے

طاقتور ہو جائے گا۔

احباب محتاط رہیں

ایک شخص جو علاقہ ٹراونکور کا رہنے والا ہے۔ اس کی عمر اندازاً ۳۵ سال ہے۔ اپنا عیسائی نام Varghese Thomas اور اسلامی نام محمد سلیمان بتاتا ہے بعض جلب زر کی خاطر مختلف احمدیہ جماعتوں اور اسلامی اداروں میں پھر رہا ہے۔ اور جہاں موقع ملتا ہے۔ وہاں چوری کا مرتکب بھی ہوتا ہے۔ اس نے جماعت احمدیہ کالی کٹ میں سات دن قیام کر کے اس قسم کی وارداتیں کی ہیں۔ احباب ایسے دھوکہ باز شخص سے محتاط رہیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

آپ کا چندہ اخبار بدر مورخہ ۲۸ ۱۰/۶۴ سے ختم ہے!

نمبر	نام	نمبر	نام
۱۰۴۷	جناب پیر عبد الجلیل صاحب شیموگہ	۱۵۰۲	جناب ڈاکٹر احمد علی صاحب مرکرہ
۱۰۴۹	" ڈاکٹر شاہ خورشید صاحب اسلام ولا	۱۵۰۷	" مسٹر ایم۔ ڈی۔ محمد صاحب کلکتہ
۱۰۹۵	" محمد ناصر صاحب قریشی بریلی	۱۵۰۸	" عبد العلیم صاحب کھڑک پور
۱۱۱۹	" مبشر احمد ساری پور	۱۵۰۹	" محمد حسان جو غلام محمد گنائی شورت
۱۱۳۲	" نور الدین۔ الہ دین۔ ابراہیم صاحب حیدرآباد	۱۵۱۶	" محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس سی۔ ایل۔ ایل۔ بی حیدرآباد
۱۲۰۸	" فضل الرحمن صاحب چودوار	۱۵۱۷	" خدا محمد حسین صاحب سرینگر
۱۲۵۰	" انجمن احمدیہ شورت	۱۵۲۱	" شمیم احمد صاحب کلکتہ
۱۲۶۰	" اسمٰعیل شریف صاحب احمدی ساگر	۱۵۲۴	" سید حمید الدین صاحب جمشید پور
۱۴۹۲	" صدیق امیر علی صاحب موگرال	۱۵۸۷	" سرفراز علی نائیکوڈا
۱۴۹۵	" شریف احمد صاحب کلرک اندلیان	۱۶۲۵	محترمہ جمال آرا صاحبہ اڈیشا
۱۵۰۰	" محمد منظور احمد صاحب ملاری	۱۶۱۸	جناب یوسف علی صاحب اودے پور کٹک
۱۵۰۱	" طاہر احمد صاحب حیدرآباد	۱۶۴۹	محترمہ شہزادہ صاحبہ بنت جمالدار مندور خاں صاحب کیلاش پور
۱۶۸۴	جناب ایس۔ اے یوسف سیف الدین صاحب کٹک		

امید ہے کہ مندرجہ بالا احباب (خریداران بدر) آئندہ سال کے لئے اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر مشکور فرمائیں گے یا جیسی صورت ہو اس سے دفتر ہذا کو مطلع فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں گے۔ (مینیجر بدر قادیان)